لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

# الهلال


تار کا پته
"الهلال کلکته"
ٹیلیفون نمبر ٦٤٨

Telegraphic Address,
"Alhilal CALCUTTA"
Telephone, No. 648

ایک ہفته وار مصور رساله

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانه ٨ روپیه
ششماہی ٤ روپیه ١٢ آنه

مقام اشاعت
٧ - ١ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکته

جلد ٤ | کلکته: چہارشنبه ٢٩ رجب ١٣٣٢ ہجری | نمبر ٢٥

Calcutta: Wednesday, June, 24. 1914.


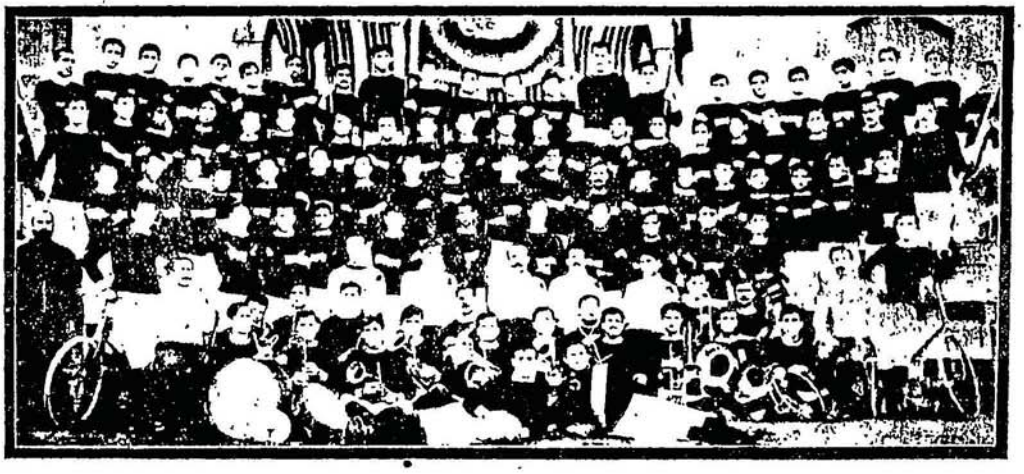

دار الفنون قسطنطنیه کے طلبا اور مدارس خارجیه کا فٹ بال میچ
جو گذشته مئی کو میدان جامع احمد میں ہوا

AL - HILAL
Proprietor & Chief Editor.
Abul Kalam Azad
14 McLeod Street.
CALCUTTA
Yearly Subscription Rs. 8
Half yearly „ 4-12

# الهلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدهلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۲۵ | کلکتہ چہار شنبہ ۲۹ رجب ۱۳۳۲ هجري | جلد ۴
Calcutta : Wednesday, June, 24 1914.

## اطلاع

### معاونین کرام الهلال

جن حضرات نے ششماهي قیمت گذشتہ جنوري میں دي تهي یا گذشته سال کے جولائي سے سال بهر کیلیے خریدار هوے تهے ' انکا حساب جون میں ختم هوگیا هے - جولائي کا پهلا پرچه انکي خدمت میں وي پي جانا چاهیے - یا خود انهیں بذریعه مني آرڈر قیمت بهیج دیني چاهیے -

الحمد لله که الهلال کے دوستوں کا عهد محبت بهت محکم و استوار هے ' اور وہ جب ایک مرتبه بندهجاتا هے تو بهت کم ٹوٹتا هے - انکا رشته محض کاغذ و سیاهي کي خرید و فروخت کا نهیں هے جسکی کبهي ضرورت هوتي هے اور کبهي ضرورت نهیں هوتي - دل کے زخموں اور جگر کے داغوں کیلیے بهار و خزاں اور امسال و پار سب برابر هیں !

سخن طرازي و دانش هنر نظیري نیست
قبول دوست مگر نالۂ حزیں گردد !

تا هم ایسے موقعه پر که قیام الهلال کا مسئله پیش نظر هے اور توسیع اشاعت کیلیے احباب کرام سعي فرما رهے هیں ' خریداران قدیم کو بهي اگر انکے فرض کي طرف توجه دلائي جاے تو غالباً ناموزوں نهوگا - جن حضرات کي پچهلي قیمت ختم هوگئي هے ' انکا آینده کیلیے خریدار رهنا بالکل ویسي هي اعانت هوگي جیسے الهلال کي مالي دقتوں کے رفع کرنے کیلیے نئے خریداروں کا بهم پهنچانا - بلکه اس سے بهي زیاده -

ان حضرات کي خدمت میں جولائی کا دوسرا پرچه وي - پي - جائیگا - امید هے که وہ وصول کرلینگے - یا بصورت دیگر اس اطلاع کو دیکهتے هي ایک کارڈ لکهدینگے که وي - پي - نه بهیجا جاے -

### مسئلہ قیام الهلال

بکثرت تحریرات اسکے متعلق جمع هوگئي هیں جن میں سے صرف ایک دو شائع کردي جاتي هیں - سب کیلیے گنجایش نکالنا مشکل هے - توسیع اشاعت کے علاوہ سب سے زیاده زور اضافۂ قیمت پر دیا جاتا هے - بزرگان کرام اور احباب مخلصین کي اس نوازش بیکراں کا نهایت ممنون و متشکر هوں - انشاء الله جولائي کے دوسرے نمبر میں تمام رایوں کا خلاصه پیش کرنے کي کوشش کرونگا - و نسال الله سبحانه و تعالی ان یهدینا سواء السبیل -

### " زمیندار "

" زمیندار " کي اپیل کا فیصله هوگیا - نامنظور هوئي - آینده تفصیل کے ساتهه واقعات مقدمه پر نظر ڈالي جائیگي -

## مسٹر تلک کی رهائی

مسٹر تلک کي رهائي کے متعلق مختلف افواهیں مشهور تهیں مگر سب غلط نکلیں ' اور وہ ۱۷ جون کو ۱۲ بجکے ۲۵ منٹ پر رها کردیے گئے -

مسٹر تلک کا بیان هے که رهائي کي خبر ان تک سے مخفي رکهي گئي - ۱۸ ماه حال یوم دو شنبه کو دو پهر کے وقت وہ مانڈلے سے روانه هوے اور دوسرے دن صبح کو رنگون پهنچگئے - اسی وقت آئي - آر - ایم - اسٹیمر میں بٹهاے گئے اور وہ مدراس روانه هوگیا - مدراس کے سفر میں ۸ دن لگے - ۱۶ ماه حال کو شب کے وقت جب جهاز سے اترے تو ایک میل ٹرین تیار تهي - اسمیں بٹهاے گئے اور ٹرین پونا روانه هوئی - اس سفر میں پولیس کا ایک محافظ دسته همراه تها - ٹرین پونا کے بدله مڈسپر میں ٹهري جو پونا سے دو میل کے فاصله پر ایک چهوٹا سا اسٹیشن هے - یهاں مسٹر گالڈر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس ' ایک سي - آئي - ڈي افیسر ' اور دو اور افسر موجود تهے جنهوں نے انهیں موٹر میں بٹهاکے گهر تک پهنچا دیا -

مسٹر تلک کي صحت اچهي هے قیام مانڈلے میں انهوں نے اپنا وقت زیاده تر مطالعه و تصنیف میں صرف کیا - چنانچه علم هئیت قدیم پر ایک کتاب تین جلدوں میں لکهی هے جو هنوز نامکمل هے

ایڈوکیٹ آف انڈیا کو معلوم هوا هے که وہ پہلے انگلستان جائینگے اور ایک مقدمے کي اپیل کے متعلق وکلاء کو هدایات دینگے جو پریوي کونسل میں دائر هے - اسکے بعد جرمني میں چند سال قیام کرینگے ' اور وهاں سے آکر اپني بقیه زندگي تصنیف و تالیف میں صرف کردینگے -

لیکن اگر مسٹر تلک اب بهي وهي مسٹر تلک هیں جیسا که انهوں نے دنیا کو یقین دلایا تها تو همیں اس توقع کے ماننے میں تامل هے ' اور اگر سچ نکلے تو افسوس :

تعزیر جرم عشق هے بے صرفه محتسب
بڑهتا هے اور ذوق گنه یاں سزا کے بعد !

### " البلاغ "

یکم جولائي سنه ۱۹۱۴ ع سے ایک ماهوار رساله " البلاغ " دارالریاست مالیر کوٹله پنجاب سے زیر ایڈیٹري مهدي حسن صاحب شائع هوگا - جسمیں قومي ' مذهبي ' اخلاقي ' سوشیل اور تعلیمي مضامین درج هوا کرینگے - نصف حجم عالم نسواں کي اصلاح تعلیم اور حمایت حقوق کے لیے وقف هوگا - اسکے کاغذ ' اعلی لکهائي اور اعلی ' چهپائي کا خاص التزام کیا گیا هے - چنده ۴ روپیه سالانه - حجم ۲۴ صفحه - تقطیع ۲۰ × ۲۶ - درخواست کے ساتهه چنده پیشگي وصول هونے یا وي - پي کی اجازت موصول هونے پر جاري هوسکیگا - نمونه کا پرچه ۶ - آنه کے ٹکٹ بهیجکر طلب فرمائیے

تمام درخواستیں بنام منیجر " البلاغ پور کاٹیج مالیر کوٹله " آني چاهئیں -

# شذرات

## خاتمہ جلد چہارم

اللہم لا تجعلنا بنعمتک مستدرجین ! ولا بثناء الناس مغرورین !
ولا ممن الدین یا تلون الدنیا بالدین ! وصل وسلم علی رسولک
وحبیبک خاتم النبیین ! وعلی الہ وصحبہ اجمعین ! !

رهرواں را خستگی راه نیست
عشق خود راهست و هم خود منزل ست !

الهلال کی چوتھی جلد کا یہ آخری رسالہ ہے - آیندہ نمبر سے پانچویں جلد یعنی تیسرے سال کی پہلی شش ماہی شروع ہوگی - فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ !

ہم کو اس سفر میں نکلے ہوے پورے دو سال ہو گئے - ضروری تھا کہ ایک مرتبہ الهلال کے گذشتہ دو سالہ سوانح و حالات پر تفصیلی نظر ڈالی جاتی ' اور غور کیا جاتا کہ تلاش مقصود اور طی منازل میں ابتک اس کا کیا حال رہا ہے ؟ طلب و حرکت میں رہا یا تحیر و جستجو میں ؟ استقامت و جہد سعی رہی یا تزلزل و قناعت ؟ سیر مقصود قطع راہ و نظارۂ منازل میں کامیاب ہوا یا محض تلاش راہ ہی میں تمام ہمت بادیہ پیمائی صرف ہو گئی ؟

اسکا سفر گو فی الحقیقت ایک ہی مقصود اصلی کی تلاش میں تھا جو اسکے تمام کاموں پر حاوی ہے ' لیکن وقت کی ضرورتوں اور آرزوں کی وسعت نے ضمناً اور بھی بہت سے مقاصد اسکے ساتھہ کر دیے تھے -

### ( تعدد مقاصد و نتائج )

اس نے ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیہ کے احیاء اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اعلان کے ساتھہ متعدد علمی اور ادبی اغراض کا بار بھی اپنے اوپر لے لیا تھا ' اور وہ ملک کے سامنے اپنی تمام ظاہری اور باطنی خصوصیات کے ساتھہ اعلی و اکمل مذاق کا ایک ہفتہ وار رسالہ بھی پیش کرنا چاہتا تھا - پس اگر اسکے اصلی مقصد دینی اور دعوۃ اسلامی کو بالکل علحدہ کر دیا جاے ' قوم کے مذہبی افکار و اعمال اور سیاسی آراء و معتقدات میں جو عظیم الشان تغیرات و انقلابات ہوے ہیں ' انسے بالکل قطع نظر کرلی جاے ' اور محض اس لحاظ سے دیکھا جاے کہ یورپ کے ترقی یافتہ پریس کے نمونے پر وہ اردو کا ایک ادبی ' علمی ' سیاسی ' اور مذہبی رسالہ ہے ' جب بھی اس دو سال کے اندر اسکے کاموں کا ذخیرہ اسقدر وسیع ہے کہ نقد و نظر کیلیے ایک بہت بڑا میدان باقی رہجاتا ہے ' اور یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اردو علم ادب اور قوم کے عام ادبی و علمی مذاق پر اسکے وجود سے کس قسم کا اثر پڑا ؟ اور ان شاخوں میں اسکا سفر ابتک کس قدر راہ طے کرسکا ؟ وقت و حالات کے مقابلے میں اسکی مقدار امید افزا ہے یا مایوسی بخش ؟

### ( اردو پریس الهلال سے پہلے )

ہندوستان میں پریس کی اشاعت و ترویج پر ایک صدی سے زیادہ زمانہ گذر چکا ہے - سنہ ۱۷۹۸ کی چھپی ہوئی کتاب میرے پاس موجود ہے - اس عرصے میں صدہا اخبارات و رسائل اردو زبان میں نکلے ' اور نئی تعلیم کی اشاعت نے نئے قسم کے کاموں کا ذوق بھی ایک بڑے وسیع حلقہ میں پیدا کر دیا - لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ پورے سو برس کے اندر ایک چھوٹی سے چھوٹی مثال بھی اسکی نہیں ملتی کہ یورپ کے ترقی یافتہ نمونے پر کوئی عمدہ ہفتہ وار رسالہ یا اقلاً ماہوار میگزین ہی اردو میں نکالا گیا ہو ' اور اسکی ایک ناکام کوشش ہی چند دنوں کیلیے کی گئی ہو !

روزانہ اخبارات پر بھی مسلمانوں کو توجہ نہ ہوئی - زیادہ تر دو ہی قسم کے اخبار نکالے گئے اور انہی پر سب نے قناعت کرلی - یا تو ماہوار علمی و ادبی رسائل نکلے جن میں سے رسالۂ حسن حیدرآباد اور پادری رجب علی کے پنجاب ریویو کو مستثنی کردینے کے بعد اکثر کی ضخامت تیس چالیس صفحہ سے زیادہ نہوتی تھی ' یا پھر ہفتہ وار اخبارات نکلے جو زیادہ تر پنجاب سے شائع ہوے اور دو چار پریسوں نے ہفتہ میں دوبار نکالنے کی بھی کوشش کی -

پھر انکا بھی یہ حال تھا کہ یورپ کے پریس کی کوئی صحیح تقسیم پیش نظر نہ تھی - کبھی ہفتہ وارت روزانہ کی تار برقیوں اور دنیا بھر کی خبروں کے اکٹھا کر دینے کا کام لیا جاتا تھا ' اور کبھی ان میں ہفتہ وار جرنل اور میگزینوں کی تقلید کرکے چند تاریخی مضامین لوگوں سے لکھوا کر شائع کر دیے جاتے تھے یا خریداروں کی دلچسپی کیلیے کوئی ناول شروع کردیا جاتا تھا - سب سے بڑی چیز خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف کی تلاش و محنت ہے - مگر اردو پریس میں یہ چیز ہمیشہ مفقود رہی - ایڈیٹری کا مفہوم اس سے زیادہ نہ تھا کہ باہر کی بھیجی ہوئی مراسلات کو ایک ترتیب خاص کے ساتھہ کاتب کو دیدے جاتا ' اور جب صفحات ختم ہوجائیں تو ابتدا میں ایک دو کالم لکھکر شائع کردیتا - یہی حال ہفتہ وار اخبارات کا تھا اور یہی ماہوار رسائل کا - مجھے ایسے اخباروں اور رسالوں کا حال بالکل معلوم نہیں جنمیں خود ایڈیٹر یا ایڈیٹوریل اسٹاف اول سے لیکر اخر تک مضامین لکھتا ہو یا خاص اہتمام سے لکھواے جاتے ہوں - اخبار اور رسالے کا ایک ادبی یا علمی معیار ابتدا سے قائم کرلینا اور پھر صرف انہی چیزوں کو درج کرنا جو اسکے مطابق ہوں ' اسکا تو شاید خیال بھی بہت کم لوگوں کو ہوا ہوگا - ( تہذیب الاخلاق اس بحث سے مستثنی ہے )

یورپ میں " ہفتہ وار رسائل " پریس کا ایک خاص درجہ ہے - انکے مختلف ابواب ہوتے ہیں اور ہر باب کا ایک موضوع خاص - مراسلات سے اگر مقصود ایڈیٹوریل اسٹاف کے علاوہ دیگر ارباب قلم کے مضامین ہوں تو ان میں سے بھی صرف وہی لیے جاتے ہیں جو ان ابواب کے متعلق ہوتے ہیں ' لیکن اسکا کوئی نمونہ ابتک اردو پیش نہیں میں کیا گیا تھا - اس بارے میں مصر و شام کی حالت بھی مثل ہندوستان کے ہے ' کو روزانہ اخبارات اور ماہوار رسائل میں بدرجہا آگے ہے -

### ( الهلال )

پس جو کام پوری ایک صدی کی حیات طباعۃ و صحافۃ میں کوئی بڑی سے بڑی جماعت اور کمپنی بھی شروع نہ کرسکی ' اسے الهلال نے متوکلاً علی اللہ محض ایک فرد واحد کے دل و دماغ اور شخصی اسباب و وسائل کے ساتھہ یکایک شروع کر دیا ' اور اس حالت میں شروع کیا کہ نہ تو سرمایہ کیلیے کوئی مشترکہ کمپنی تھی ' نہ انتظام و ادارہ کیلیے کوئی جماعت - نہ تو ایڈیٹوریل اسٹاف کیلیے اہل قلم کی اعانت میسر تھی ' اور نہ ملک میں ارباب تصنیف و تالیف کا کوئی ایسا گروہ موجود جو یورپ کی طرح اعلی درجہ کے مقالات و تراجم سے مدد دینے کیلیے مستعد و اہل ہو - اس نے ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے اس پریس کی

تقلید کرنی چاهي جو دو دو پارنڈ سالانه قیمتوں کے دینے والے بیس بیس هزار خریدار رکھتا هے ' اور ترتیب مضامین و کثرت مواد اور تنوع مذاق و معلومات کے لحاظ سے ان رسائل کا مقابله کرنا چاها جنکي طیاري ارباب علم و تصنیف کي بڑي بڑي جماعتوں کے هاتهه سے هوتي هے ' اور رسالے کے ایک ایک باب اور ایک ایک کالم کیلیے ایک ایک ایڈیٹر مخصوص هوتا هے - تاهم ابناے ملت کی عام حالت نے اجازت نه دي که وہ قیمت کی مقدار میں بھی یورپ کی تقلید کرتا ' اور نه ملک کے قحط الرجال اور افلاس علم و مذاق نے اسکا موقعه دیا که وہ اپنے کسی معین و مددگار گروہ کو اپنے ساتهه دیکھتا - ایک هی وقت میں ' ایک هی قلم سے خالص دینی افکار و جذبات کے مباحث و مقالات بھی لکھے جاتے تھے ' سیاسي مسائل و معاملات پر بھي بحث هوتي تھي ' ادبی و انشائي مضامین بھی ترتیب پاتے تھے - علمی ابواب و تراجم کی بھی فکر کي جاتي تھي ' اور ان سب میں اپنے انداز مخصوص اور معیار کار کا قائم رکھنا بھي ضروري تھا -

پھر ایک خاص مقصد دیني اور دعوۃ اسلامی کا اعلان بھي اسکے پیش نظر تھا ' اور اپنے سیاسی معتقدات کی وجه سے ( جو اسکے عقیدے میں اسکے خالص دینی معتقدات تھے ) طرح طرح کے موانع و مصائب سے بھی هر آن و هر لمحه محصوّر رهنا پڑتا تھا جو بڑي بڑي با اقتدار طاقتوں کی طرف سے پیدا کی جاتی تھیں اور هر طرح کي قوتیں انکے ساتهه کام کر رهی تھیں - صحت سے محرومی ' قدرتی ضعف جسمانی ' زندگی کے بے شمار پیش آنے والے حوادث ' اور حیات شخصی کی عام مشکلات و صعوبات ان کے علاوہ هیں ' اور ان سب کا بھی اگر اضافه کردیا جاے تو في الحقیقت اسکا وجود کاموں اور مقصدوں کے هجوم اور اسباب و قوی کي قلت و ضعف بلکه فقدان و عدم کے اجتماع کا ایک عجیب و غریب نمونه تھا !

( نقـــد و احتســـاب نتـــائج )

لیکن با ایں همه اسباب تحیر و واماندگي ' الحمد لله که چار شش ماهیاں اسپر گذر چکي هیں ' اور اسکا سفر کاموں کی هر شاخ میں بلا توقف و تامل جاري رها هے - پس ان تمام حالات کي بنا پر نهایت ضروري تھا که اس سفر کے نتائج پر پوري تفصیل و تشریح سے نظر نقد و احتساب ڈالي جاتي ' اور اندازہ کیا جاتا که جو کام هندوستان کي پوري ایک صدي کي حیات طباعۃ و صحافۃ اور دور تصنیف و تالیف جدید میں شروع نہوسکا ' اسکو ایک ضعیف اراده ' ایک بے سروسامان آمادگي ' ایک درماندہ جد و جهد ' ایک بے اسباب و وسائل سعي و تدبیر ' ایک دائم المرض زندگي ' ایک مبتلاے آلام و موانع اقدام ' ایک معتوب حکومت ' مبغوض امرا ' اور محصور صد اعداء و معاندین هستي ' غرضکه عاجزیوں اور درماندگیوں کي ایک التجاء حقیر ' اور بے سرو سامانیوں اور بیچارگیوں کي ایک دعاء مضطر نے شروع کرکے کس حد تک پہنچا یا ؟ اور جبکه دنیا اور دنیا والوں کے پاس اسکے لیے کچهه نه تھا ' تو خدا اور خدا کي غیبي نصرت فرمائیوں اور دستگیریوں نے اسکے لیے کیا کیا ؟

بخاک راہ ارادت بروے گرد آلود
نشسته ایم بدریوزہ تا چها بخشند !

چنانچه تقریباً هر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے فاتحۀ آغاز کے موقعه پر ارادہ کیا گیا که الهلال کي تمام گذشته جلدوں پر ایک تفصیلي نظر ڈالي جاے اور اسکے کاموں کي هر هر شاخ پر علحده علحده بحث کي جاے ' لیکن پھر خیال هوا که اپنے کاموں پر خود اپنی نظر ڈالنے کی جگه بهتر هے که اسے اوروں کی نظر و راے پر چھوڑ دیا جاے - انسان کو اگر صرف اپنی نیت اور ارادہ کے احتساب کی مهلت ملجاے تو یهی بهت بڑي توفیق هے - کاموں اور انکے نتائج کا احتساب دوسرے هی صحیح کر سکتے هیں - اور انهیں پر چھوڑ دینا چاهیے :

بے پردہ تاب محرمي راز ما مجوے
خوں گشتن دل از مژہ و استیں شناس

چنانچه اسی خیال کا نتیجه هے که نئی جلد کا فاتحۀ آغاز لکھتے هوے جب کبھی الهلال کے کاموں پر نظر ڈالي بھي گئی ' تو صرف دعوۃ دینیه کے احیاء هي کا تذکرہ کیا گیا ' اور اسکے نتائج پر بھی تفصیل کے ساتهه بحث نہیں کی گئی ' بلکه نهایت اجمال و ایجاز کے ساتهه اصل دعوۃ کے بقا و قیام اور وسع و اشاعۃ کی طرف اشارہ کرکے کار و بار دعوت کے بعض بصائر و مواعظ مهمه کے پیش کر دینے هي کو کافي سمجھا گیا - حالانکه اسکی حیثیتیں متعدد اور اسکے اثرات بے شمار تھے - وہ احیاء تعلیمات صادقۀ اسلامیه کا داعي تھا ' اسلام کي سنت حریۃ کی تجدید اور جهاد حق و عدالۃ کی طرف بلاتا تھا ' علم و ادب اسکا موضوع خاص تھے ' طرز تحریر مقالات و انشاء فصول و رسائل میں وہ ایک اسلوب جدید اور انداز نو رکھتا تھا ' اس نے اردو کی صحافۃ کي هر شاخ میں اپني راہ سب سے الگ نکالي تھي ' اور اصولي باتوں سے لیکر چھوٹي چھوٹي جزئیات تک میں دوسروں کی تقلید کي جگه وہ خود اپنا نمونه دوسروں کے سامنے پیش کرنا چاهتا تھا - پس اسکے وجود کے نتائج و اثرات پر نظر ڈالنے اور ان عظیم الشان تغیرات کو شمار کرنے کیلیے جو اردو علم ادب و صحافۃ میں اس دو سال کی اقل قلیل مدت کے اندر ظاهر هوئے ' کاموں کی متعدد شاخیں سامنے آتي تھیں - تاهم هم نے اس داستان طویل کو کبھي بھي نه چھیڑا اور صرف اسکے مقصد اولی کے تذکرہ هی پر اکتفا کیا -

آج بھي که بحمد لله و بعونه چوتھي جلد کا اتمام اور نئی جلد کا افتتاح درپیش هے ' هم مناسب نہیں سمجھتے که قارئین کرام کا وقت عزیز اس مبحث میں ضائع کریں - علی الخصوص اس وجه سے بھي که اگر یه حکایت شروع کي گئي تو قدم قدم پر ایسے مواقع پیش آئینگے جنهیں فخر و ادعا کی آمیزش سے بچانا مشکل هوگا ' اور یه غذاے مهلک نفس حریص کو جسقدر بھي کم میسر آے بهتر هے -

( حـــاصـــل گـــذارش )

هم کو اپنے سفر میں نکلے هوے دو سال هوگئے - همارا سفر تاریکي میں نه تھا ' بلکه دو پهر کي روشني میں تھا اور دنیا اسے دیکھه رهي تھي - هم اگر حرکت میں رهے هیں تو اسپر پردہ نہیں پڑا هے ' اور اگر جمود و غفلت میں کھڑے کے کھڑے رهگئے هیں تو وہ بھي کوئي راز نہیں هے - اگر اپنے سفر کا کچھه حصه طے کرسکے هیں تو دیکھنے والے اسکي شهادت دیسکتے هیں ' اور اگر راہ کی دشواریوں سے واماندہ رهگئے هیں تو همت کا تزلزل اور قدم کی لغزش بھي برسر بازار هے - متاع بالکل نئي تھي ' اور اپنے سفر کیلیے خود هي ایک نئي راہ نکالي گئي تھي - نه تو همارے سامنے نمونه تھا اور نه کوئي راهنمائي کی مادي روشني :

لب خشک رفت و دامن پرهیز نه کرد
زاں چشمۀ که خضر و سکندر وضو کنند

قوموں اور جماعتوں میں انقلاب و تغیر کي دعوتوں کے نفوذ کا کام ایک ایسا دشوار گذار سفر هے که اگر قرنوں کي بادیه پیمائي اور تگ و دو کے بعد سلامتي کا ایک قدم بھي طے هو جاتا هے ' تو اس کي کامیابي رشک انگیز اور اسکی فتح مندي جشن و نشاط کی مستحق هوتی هے - ایک ٹوٹی هوئي دیوار کو گرا کر

نئي ديوار کے بنانے کيليے کس قدر سامان اور وقت مطلوب هوتا هے ؟ پهر ان لوگوں کيليے تو وقت کا کوئي سوال هي نه هونا چاهيے جو معتقدات و اعمال کي ايک پوري آبادي کو بدلدينا چاهتے هوں ' اور صرف کسی ديوار او ر محراب هی کو نهيں بلکه شهر کی تمام عمارتوں کو از سر نو بنانے کے ارزو مند هوں !

کتنے هي عظيم الشان ارادے اور اولو العزم همتيں هيں جنهوں نے اس فکر ميں حسرت و آرزو کے سوا کچهه نه پايا ' اور کتنے بڑے بڑے قافلے هيں جو اس تلاش ميں اس طرح گم هوگئے که پهر انکي کوئي خبر دنيا نے نه سني ؟

ميـــرس ره که ز سرهاے رهروان حرم
نشـــانهاست که منزل بمنزل افتادست

پس اسکا تو همیں دعوا نهيں هے که هم نے اس تهوڑي سي مدت ميں اپنے سفر کا بڑا حصه طے کرليا؟ اور منزل مقصود کے قريب پهنچ گئے ' کيونکه منزل تک پهنچنے کا ان لوگوں کو کچهه اختيار نهيں ديا گيا هے جو اسکي تلاش ميں نکلنا چاهتے هيں - البته همارا ضمير مطمئن هے که هم نے سفر کا اعلان کيا تها ' اور الحمد لله نه پيهم سفرهي ميں رهے' اور اگر اس منزل مقصود سے قريب تر نه هوے جهانتک همیں پهنچنا هے' تو اس منزل سے بعيد تر تو ضرور هوگئے جهانسے هم نے سفر شروع کيا تها - اس راه کے مسافر کيليے اتني کاميابي کافی هے - يهاں صرف منزل تک پهنچنے کا خيال هي مقصود نهيں هوتا بلکه منزل کي جستجو ميں چلتے رهنا بهي کم از حصول مقصود نهيں :

رهـــرواں را خـــستگي راه نيســـت
عشق خود راهست و هم خود منزل ست !

هم کو اپنے کاموں کي خوبي کا دعوا نهيں هے' ليکن جن حالات اور جن بے سرو سامانيوں ميں کام کر رهے هيں اسکے ليے داد طلب ضرور هيں - وه بهي انسانوں سے نهيں کيونکه آدم کي اولاد کو سچائي کي عدالت نهيں دي گئي هے - وه کهرے کو کهوٹے سے اور اعلی کو ادنی سے پرکهنے ميں هميشه عاجز رهي هے - البته : انمـــا اشکوا بثي و حزني الی اللـــه ' و اعلـــم من اللـــه ما لا تعلمون

بعض ضروري مطالب اس موقعه پر بالاختصار ظاهر کرنے تهے جنکے عرض کرنے کي شايد فاتحۀ جلد پنجم لکهتے وقت توفيق ملے محنت کا معاوضه خود محنت هے اور فرض کو صرف اسی معاوضه کيليے کرنا چاهيے جو خود فرض کے وجود ميں رکهديگئي هے - کام کرنے والوں کے داد و سند کي اصلي جگه خود انهيں کے اندر هے - اپنے سے باهر تلاش کرنا لا حاصل هے - اگر سلامتي نيت اور حسن اراده کے ساتهه کوئي خدمت بن آئي تو يه الله کا فضل هے' اور اگر نيت کے کهوٹ ' نفس کي لعنت ' اور اغراض کي خباثت نے اس سے محروم رکها تو يه اپنا قصور هے :

| | |
|---|---|
| ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك - | جو بهتري اور نيکي تمهيں پيش آئي وه الله کي توفيق کا نتيجه هے اور جن برائيوں سے دو چار هوے وه خود تمهارے نفس هي کي کرتوت هے - |

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين - والعاقبة للمتقين -

## حـــادثۀ اليمۀ کـــرانچي

اس هفته همیں اس درخواست کی نقل ملگئي هے جو کرانچي بائسکوپ کمپني کي فلم "عظيم" کے متعلق محمد هاشم شاه صاحب قريشي نے سٹي مجسٹريٹ کرانچي کی عدالت ميں داخل کی هے اور جسکي بنا پر تماشه با لفعل روکديا گيا هے - هم اسکا خلاصه نقل کرتے هيں - کيونکه اس سے مزيد تفصيل اس ابليسي حمله کي معلوم هوگي جو اس تماشه گاه کے اندر دنيا کی سب سے بڑي مقدس هستي پر کيا گيا هے :

( ۱ ) ملزم منسلکه پروگرام کے بموجب اس هفتے سے حرکت کرنے والي تصاوير دکها رها تها -

( ۲ ) پروگرام ميں ايک فلم کا نام " عظيم " درج هے -

( ۳ ) چوتهي تاريخ کي رات کو مستغيث پکچر پيليس ميں تماشه ديکهنے گيا جهاں اس نے وه تصوير بهي ديکهي جسکا نام " عظيم " هے - پيغمبر اسلام ( صلی الله عليـه وسلم ) اپنے فوجي عهده داروں ميں سے ايک شخص مسمی عظيم کي بي بي سالکه پر عاشق هوجاتے هيں اور عظيم کو لڑائي پر بهيجتے هيں تاکه سالکه کو حاصل کرسکيں - " عظيم " سالکه سے رخصت هوکر لڑائي پر روانه هوتا هے - پيغمبر اسلام ( صلعـــم ) اپنے غلاموں ميں سے ايک غلام کو سالکه کے پاس بهيجتے هيں که وه اسکو " عظيم " کے لڑائي ميں مارے جانے کي جهوٹي خبر سنا دے - پهر عظيم کو پهر خبر لگتي هے که آسکي بي بي پيغمبر اسلام کے پاس موجود هے - وه انکے پاس جاتا هے' مگر وه کهتے هيں که سالکه مرگئي هے اور اسکو تسکين ديتے هيں - پهر وه ( رسول اکرم ) بهت سي خوبصورت عورتوں کو بلا کر " عظيم " سے کهتے هيں که ان ميں سے جس کو چاهو اپني بي بي بنانے کے ليے پسند کرلو - وه انکار کرتا هے اور اس پريشاني ميں اپنے گهر چلا جاتا هے - گهر کے قريب عظيم کو اطلاع ملتي هے که واقعي سالکه زنده هے اور ( پيغمبر اسلام صلعم ) کے قبضه ميں هے - وه غضبناک هوکر رسول الله ( صلعم ) کي حرم ميں تلوار ليکر جاتا هے - اور اپني بی بی کو چهڑانا چاهتا هے - پيغمبر اسلام (صلعم) چهپ جاتے هيں اور سالکه کو ترغيب ديتے هيں که وه زهر کهالے - ايسا کرنے سے وه انکار کرتي هے اور " عظيم " سالکه کے سامنے زهر پيش کرتے هوے ديکهه ليتا هے - پيغمبر وهاں سے بهاگ جاتے هيں ( نعوذ بالله ) اور انکے غلام عظيم کو بيڑياں ڈالکر قيد کرديتے هيں - بالاخر وه کسي نه کسي طرح نکلکر معه اپني بي بي کے بهاگ جاتا هے اور هميشه کے ليے ملک چهوڑ ديتا هے -

( ۴ ) ايسا تماشا مسلمانونکي مذهبي محسوسات کے ليے سخت نفرت انگيز هے - اگر رسول مقبول ( صلعم ) کو کسي نيک کام ميں بهی تصويروں کے اندر مشغول دکهايا جائے' جب بهی اس سے مسلمانونکے جذبات کو صدمه پهنچيگا - آنحضرت کو اسطرح ايک برے کام ميں مشغول دکهانا سخت هتک اسلام کي هے -

( ۵ ) بهت سے مسلمانوں نے جو اس وقت موجود تهے اپني ناراضگي کا باواز بلند اظهار کيا ' ليکن کچهه توجه نهيں کي گئي - اس تماشه سے سيکڑوں مسلمانوں ميں جوش پيدا هوگيا هے - اگر اسکو فوراً بند نه کيا گيا تو يقيناً بلوه اور خونريزي هوجائيگي - ايک پير صاحب کو جو اسوقت وهاں موجود تهے' بمشکل روکا گيا ' ورنه وه ترکي قونصل کو تار دينے پر آماده تهے -

ملزم نے يقيناً دفعه ۲۹۸ تعزيرات هند کے بموجب ارتکاب جرم کيا هے اور التجا کي جاتي هے که اسکے ساتهه بموجب قانون عملدرآمد کيا جاے -

( دستخط ) پي ايم ميک انيري وکيل استغاثه -

( دستخط ) محمد هاشم - مستغيث کرانچي -

# الهلال

۲۹ رجب ۱۳۳۲ هجري

## باب التفسير : قسم علمي

# اختلاف الوان

### صفحه من علم الحيوان

و من اياته خلق السماوات و الارض و اختلاف السنتكم و الوانكم - [ ۳۰ : ۲۱ ]

شاهد طبيعة اور جمال كائنات كا ايک سب سے بڑا منظر حسن ' مخلوقات و موجودات كا اختلاف الوان هے - يعنے مختلف رنگوں كي بو قلموني اور انکے اختلاف و تناسب كي حسن آرائي - آسمان كي طرف نظر اٹھاؤ ! آفتاب كي كرنيں ' فضاء محيط كي رنگت ' ستاروں كي چمک ' چاند كي روشني ' قوس قزح كي دلفريبي ' غرضكه اوپر كي هر نظر آنے والي شے ميں رنگتوں اور انکے اختلاف جميل كا ظهور موجود هے - خود آفتاب كي روشني هي سات رنگوں كا مجموعه هے جو قوس قزح كے مختلف اللون خطوں ميں كبهي كبهي صاف صاف نظر آجاتے هيں -

اس سے بهي بڑهكر رنگونكا ظهور زمين پر نظر آتا هے - عالم نباتات كے اس حسن كدهٔ طبيعة پر نظر ڈالو ' جس كا هر ورق سرخ ايک صفحهٔ جمال اور هر برگ سبز ايک پيكر دلفريبي و نظر افروزي هے ! ان بے شمار جڑي بوٹيوں اور عام پيداوار ارضي كو ديكهو جن ميں كا هر دانه كتني هي رنگتوں كا مجموعه هوتا هے اور جنميں سے اكثر كا نقاب انكے اصلي چهرے كي رنگت سے مختلف پيدا كيا گيا هے !

يه پهاڑوں كي سر بفلک ديواريں جو زمين كے مختلف گوشوں سے نكلكر دور دور تک چلي گئي هيں ' كبهي تم نے انكي رنگتوں پر بهي غور كيا هے ؟ كوئي سفيد هے ' كوئي سرخ هے ' كوئي خاكي هے ' كوئي جلي هوئي سياه رنگت سے سوخته جسم ' جو يقيناً جمال فطرة كا اصلي رنگ و روغن نهيں هوسكتا !

ان سب كو چهوڑ دو ! خاک كے ذروں كو ديكهو جو تمهارے قدموں كے نيچے پامال غفلت و غرور هوتے هيں - ان كنكريوں اور مختلف قسم كے پتهروں كے ٹكڑوں پر نظر ڈالو جن سے بسا اوقات تمهارے پاے غفلت كو ٹهوكر لگنے كا انديشه هوتا هے - سمندر كي ته ميں اتر جاؤ اور كائنات بحري كي پيداوار مخفي كا سراغ لگاؤ - اسكي ته ميں كهڑے هو جاؤ اور مٹهياں بهر بهر كر اسكي ريگ و خاک كو اوپر لے آؤ ! ان تمام اشياء و موجودات كے اندر بهي تم ديكهوگے كه رنگوں كا نمود حسن اور ظهور جمال اسي طرح موجود هے جيسا عالم نباتات كي ارواح جميله و اجسام ملونه كے اندر ' اور ان ميں سے هر شے بالكل اسي طرح اختلاف الوان كے اسرار خلقت كا ايک دفتر رنگيں هے ' جس طرح صبح و شام آسمان پر پهيلنے والے لكه هاے ابر كي بوقلموني اور رنگ آرائياں ' يا قوس قزح كے حلقه كي مختلف رنگتوں كي رعنائي و رنگ نمائي ' جو يقيناً عروس فطرة كے گلے كا ايک رنگين هار هوگا !

متمدن دنيا كي راحت جوئيوں نے تمهيں بهت كم موقعه ديا هوگا كه صبح سويرے اٹهكر كسي صحرا يا ميدان ميں نظارهٔ فطرة كيليے نكل جاو جبكه شاهد قدرت كا چهره بے نقاب هوتا هے ' اور جبكه ملكوت السماوات و الارض اپنے شب خوابي كے كپڑے جلد جلد اتار كر مختلف رنگتوں كي رنگين چادريں اوڑه ليتے هيں - يه وقت اختلاف الوان طبيعة كے نظارے كا اصلي وقت هوتا هے - خواه تم غفلت سحر كي كروٹيں بدلتے هوے اپنے مكان كے دريچه سے آسمان پر ايک نظر ڈال لو ' خواه جنگلوں اور صحراؤں ميں هو ' خواه باغوں كي روشوں اور سبزه زاروں كي فرش پر چل رهے هو ' خواه كسي دريا كے كنارے جا رهے هو يا سمندر كے وسط ميں دوڑنے والے جهاز كي چهت پر كهڑے هو - كهيں هو ' ليكن تمهارے سامنے رنگتوں كے ظهور و نمود اور اختلاف الوان كے حسن و جمال كا ايک ايسا منظر هوگا جسكو ديكهكر بے اختيار اس مبدء جمال حقيقي اور اس سر چشمهٔ حسن مطلق كے تصور ميں توگم هوجاوگے ' جو اس تمام كائنات الوان و جمال اختلاف الوان كا خالق هے ' جو ان تمام مصنوعات و تكوينات حسينه و جميله كا صانع هے ' جو ان تمام صفحه هاے نقش و نگار ملونه كا مصور هے ' جسكے دست قدرت كي مشاطگي سے جو شے بني حسين بني ' جسكے قالب تخليق سے جو وجود نكلا ' دلربا و رعنا بنكر نكلا ' اور جسكے عكس و ظلال لا هوتي سے عالم خلقت كے هر ذره نے اخذ جمال و رعنائي كيا :

| | |
|---|---|
| فسبحان الله حين تمسون و حين تصبحون ! و له الحمد في السماوات و الارض و عشياً و حين تظهرون !! ( ۳۰ : ۱۶ ) | پس تمام بڑائياں اور هر طرح كي تقديس الله كيليے هو جبكه تم پر شام آتي هے اور پهر جبكه تم صبح كو اٹهتے هو - اور تمام حمد و ثنا اسي كے ليے هے تمام آسمانوں اور زمينوں ميں ' نيزوں كے ڈهلتے هوے اور جبكه تم دو پهر كي روشني ميں هو ! |

آه ! وه خود كيسا حسين هوگا ' جسكے كائنات كي كوئي شے نهيں جو حسين نهو ؟

جسكے نقاب حسن كي دلارائي كا يه حال هے ' اسكے روے جاں طلب كي رعنائي كا كيا حال هوگا ؟ آه ! خود اسي كے سوا كون هے جو اسكے جمال مطلق كا اندازه شناس هو ؟

مشكل حكايتے ست كه هر ذره عين اوست
اما نمي تواں كه اشارت بار كند !

( القرآن الحكيم )

يهي سبب هے كه قران حكيم ميں جهاں كهيں قدرة الهي اور مظاهر خلقت كے عجائب و غرائب پر انسان كو توجه دلائي هے ' وهاں خاص طور پر رنگوں كے ان مظاهر متنوعه و عجائب مختلفه كي طرف بهي اشاره كيا هے ' اور طرح طرح كے رنگوں كے هونے اور انكے اختلاف كو قدرت الهي اور حكمت رباني كي ايک بهت بڑي علامت قرار ديا هے -

آج هم چاهتے هيں كه ان آيتوں پر علمي حيثيت سے ايک اجمالي اور سرسري نظر ڈاليں -

* * *

سب سے پہلے سورهٔ روم كي آية كريمه سامنے آتي هے جسميں عام طور پر اختلاف الوان كو قدرت الهيه كي نشاني بتلايا هے :

و من اياته خلق السماوات والارض و اختلاف السنتكم و الوانكم ، ان فی ذالك لايـات للعالميـن ! ( ۳۰ : ۲۱ )

اور حکمت الہي کي نشانيوں ميں سے ايک بڑي نشاني آسمانوں اور زمين کي خلقت ہے اور طرح طرح کي بوليوں اور رنگوں کا پيدا ہونا - في الحقيقت اسميں بڑي ہي نشانياں ہيں ارباب علم و حکمت کيليے !

پھر بعض آيات ميں زمين کي پيداوار اور عالم نباتات کے اختلاف الوان کا ذکر کيا جو في الحقيقت رنگوں کي بو قلموني کا سب سے بڑا منظر عجيب و موثر ہے :

الم تر ان الله انزل من السماء ماء فسلكه ينابيع في الارض ثم يخـرج به زرعاً مختلفاً الوانه ، ثم يهيج فتريه مصفرا - ثم يجعله حطاما - ان في ذالك لذكرى لاولى الالباب ! ( ۳۹ : ۲۲ )

آيا تم نہيں ديکھتے کہ اللہ نے اوپر سے پاني اُتارا ، پھر زمين ميں اسکے چشمے بہاے ، پھر اُسي پاني سے رنگ برنگ کي کھيتياں اُگائيں ، پھر وہ کھيتياں اپنے جوش نمو ميں بڑھيں اور طرح طرح کے پھل اور پھولوں سے لد گئيں - اسکے بعد جب اچھي طرح پک چکيں تو تم ديکھتے ہو کہ وہ بالکل زرد ہو جاتي ہيں اور خدا اسے چورا چورا کر ڈالتا ہے - بيشک ، عالم نباتات کي اس ابتدا و انتہا اور اختلاف و تغيرات ميں ارباب عقل و دانش کے ليے بڑي ہي عبرت ہے !

اسي کي نسبت سورۂ نحل ميں فرمايا :

و ما ذرا لكم في الارض مختلفا الوانــه ، ان في ذلك لايات لقوم يذكرون ! ( ۱۶ : ۱۳ )

اور بہت سي چيزيں جو تمہارے فوائد کيليے زمين سے اُگائي جاتي ہيں جنکی طرح طرح کي مختلف رنگتيں ہيں ، سو ان ميں بھي ان لوگوں کيليے حکمت الہي کي بڑي ہي نشانياں ہيں جو غور و فکر کو کام ميں لاتے ہوں !

نيز سورۂ فاطر ميں فرمايا :

الم تر ان الله انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرات مختلفا الوانها ؟ ( ۴۵ : ۲۷ )

ايا تم غور نہيں کرتے کہ اللہ نے اوپر سے پاني برسايا اور اس سے طرح طرح کے پھل پيدا ہوے جنکی مختلف رنگتيں ہيں ؟

اسي طرح شہد کي مختلف رنگتوں پر توجه دلائي جو مکھي کے اندر سے نکلتا اور قدرة الہيه کا ايک عجيب و غريب نمونه ہے :

يخرج من بطونها شراب مختلف الوانه ، فيه شفاء للناس - ان في ذالك لايات لقوم يتفكرون ! ( ۱۶ : ۷۱ )

انکے اندر سے ايک عرق نکلتا ہے جسکي مختلف رنگتيں ہوتي ہيں - اسميں انسانوں کيليے ہم نے شفا اور نفع رکھديا ہے - ارباب فکر کيليے اسميں بڑي ہي نشانياں ہيں !

اختلاف الوان کا ايک نہايت مدہش منظر پہاڑوں کي مختلف رنگتيں اور انکے سرخ و سفيد پتھر بھي ہيں جنسے انسان بڑي بڑي عظيم الشان عمارتوں کو خوشنما و دلفريب بناتا اور طرح طرح کے کام ليتا ہے - چنانچه اسکي طرف بھي ايک جگه اشارہ کيا :

و من الجبال جدد بيض و حمر مختلف الوانها و غرابيب سود ( ۳۵ : ۲۷ )

اور اسي طرح پہاڑوں ميں ہم نے مختلف رنگوں کے طبقات پيدا کيے - کوئي سفيد ہے کوئي لال ہے - بعض کالے کالے سياہ ہيں !

يہاں تک عالم کائنات کے عام اختلاف الوان ، اور پھر خاص طور پر عالم نباتات و جمادات کي رنگتوں کا ذکر کيا تھا - اب خاص طور پر عالم حيواني کے اختلاف الوان پر يه اشارہ کرکے توجه دلائي :

و من الناس و الـدواب و الانعام مختلف الوانـه كذالك ، انما يخشى الله من عباده العلمـاء - ان اللـــه عزيـــز غفــور ( ۳۵ : ۲۷ )

اور اسي طرح آدميوں ، جانوروں ، اور چارپايوں کي رنگتيں بھي کئي کئي طرح کي ہيں جن ميں اللہ نے بڑي بڑي حکمتيں رکھي ہيں - اللہ کا خوف انھي لوگوں کے دلوں ميں پيدا ہوسکتا ہے جنھوں نے کائنات کے ان اسرار و حقائق کا مطالعه کيا ہے اور اسکے علم و حکمت سے بہرہ اندوز ہوے ہيں -

## ( ايک اجمالي نظر )

ان آيات کريمه پر پہلے ايک اجمالي نظر ڈالو اور ديکھو کہ کس طرح عالم کائنات کي ہر نوع اور اختلاف الوان کے ہر منظر پر ہميں توجه دلائي ہے ؟ سب سے پہلے عام طور پر اختلاف الوان کا ذکر کيا اور فرمايا کہ زبانوں اور بوليوں کے اختلاف کي طرح رنگوں کے اختلاف ميں بھي حکمت الہيه اور قدرت سرمديه کي بڑي بڑي نشانياں ہيں - اس طرح انسانکي نظروں کو تمام کائنات کي ہئية مجموعي کے جمال الوان اور اختلاف مظاہر و نمايش کيليے دعوت فکر و تدبر دي تا کہ وہ آسمان کي ان رنگ آرائيوں کو بھي ديکھيں جنکا جمال نضائي عقل افگن اور جنکے تغيرات ملونه حيرت فزا ہيں ، اور پھر زمين کے اس بہارستان حسن پر بھي نظر ڈاليں ، جسکي کائنات نباتي اور عالم حيواني کا ہر گوشه رنگتوں کي رعنائيوں اور انکے اختلاف و تعدد کي دلفريبيوں کا ايک بہشت زار جمال ہے !

اسکے بعد اس نظر اجمالي کي تفصيل ہوئي اور کائنات کي مختلف انواع و اقسام کے اختلاف الوان کي طرف اشارہ کيا گيا - سب سے پہلے صناع طبيعة کي اس سب سے بڑي اعجاز فرمائي کا جلوۂ قدرت دکھلايا جو عالم نباتات کي ارواح حسينه اور اجسام ملونۂ و جميله کے اندر نظر آتي ہے ، اور جسکے ايک چھوٹے سے پھول اور پتے کے اندر بھي حيرت و مدہوشي کے وہ وہ جلوے پوشيدہ ہيں کہ اگر دنيا کي تمام پچھلي اور آيندہ حکمتيں اور دانائياں يک جا اکٹھي ہوجائيں ، اور کسي حقير سے حقير پھول کي ايک مرجھائي ہوئي کلي کو اٹھا کر ( جو انساني غفلت و سرشاري کے کسي قدم جہل سے پامال ہو چکي ہو ) اپنے سامنے رکھه ليں اور اسکے عجائب و غرائب خلقت کا مطالعه کرتے رہيں ، جب بھي اسکا دفتر حکمت ختم نہوگا !

فرمايا کہ غور کرو ، انکي خلقت کس قدر عقلوں کو وقف تعجب اور انساني دانائي کو ہلاک حيرت کر دينے والي ہے ؟ چند خشک بيج ہيں جو زمين ميں ڈالے جاتے ہيں - آفتاب کي روشني ميں گرم ہوتے ، اور آسمان کے پاني سے اندر ہي اندر سڑتے ہيں - پھر وہ کيا چيز ہے جو انکے اندر ايک عجيب و غريب قوت پھوٹنے ، ابھرنے ، بڑھنے ، پھيلنے ، پھر طـرح طرح کي رنگتوں سے رنگين ہوکر نمودار ہونے کي پيدا کرديتي ہے ؟ کبھي انکے رنگ الگ الگ ہوتے ہيں ، کبھي کسي خاص تناسب کے ساتھه کئي رنگوں کا مجموعه ہوتے ہيں ، اور کبھي ايک ايک پتے اور زرق گل کے اندر کئي کئي رنگتوں کي دھارياں اور نقش و نگار بن جاتے ہيں ! فتبارك الله احسن الخالقين !

عالم نباتات کي طرح عالم جمادات بھي اختلاف الوان کا عجيب و غريب منظر ہے جسے ترتيب مدارج خلقت کے اعتبار سے نباتات پر مقدم ہونا چاہيے - زمين کے اندر سے طرح طرح کے مختلف رنگوں کے پتھروں کا پيدا ہونا اور پہاڑوں کے اندر سے نکلنا اس سے کم عجيب نہيں ہے جسقدر نباتات کے غرائب و عجائب ہيں - يه سنگ مرمر اور سنگ موسى کے بڑے بڑے ستون جنکے نيچے شہنشاہوں کے دربار لگتے ہيں اور جو ايوان ہاے عظمت و جبروت کيليے سب سے

بڑا حسن سمجھے جاتے ھیں ' کیا ھیں ؟ وہ جو دودہ کی رنگت سے سفید اور آئینہ کی چمک سے زیادہ درخشندہ ھوتے ھیں ' کہاں سے نکلتے ھیں؟ یہ سنگ سرخ جس سے "روضۂ تاج" کا جمال آتشین نمایاں ھوا ' کہاں سے آیا ؟ نہ تو وہ سفید دودہ سے پیدا ھوا اور نہ سرخ پھولوں کی رنگت جمع کرکے بنایا گیا ' بلکہ دست قدرت نے اسی خاک ارضی کے اندر اسکی تہیں جمائیں اور اسکے طول و عرض کو زمین کی بد رنگ پشت کے اوپر پھیلا دیا ' تاکہ خلقت الہی کا معجزہ ' حسن اباد ارضی کا زیور ' اور اس حیرت آباد عالم میں معرفت الہی اور توجہ الی اللہ کیلیے درس بصیرۃ ھو: ولکن اکثرالناس لا یعلمون !

عالم جمادات و نباتات کے بعد حیوانات کی خلقت کا صفحہ کھلتا ھے - اختلاف الوان و اشکال کے لحاظ سے اسکے عجائب و غرائب بھی عقل کی سرگشتگی اور ادراک کے عجز و اعتراف کا پیام ھے : ربنا ! ماخلقت ھذا باطلا ! پس فرمایا کہ و من الناس والدواب والانعام کذالک ! جس طرح خلقت انسانی کی ھر نوع کے اندر اختلاف الوان کا قانون کام کررھا ھے ' اسی طرح خلقت کا یہ سب سے بڑا نمونہ اور ارتقاء موجودات کی سب سے آخری کڑی بھی طرح طرح کی رنگتوں کا ایک صحیفۂ رنگیں ھے ' اور جو لوگ اسرار وحقائق موجودات کو غور و تدبر سے دیکھتے ھیں ' وھی کچھہ اسکی کنہ اور حقیقت کو بھی سمجھہ سکتے ھیں : ان فی ذالک لایات وما یعقلھا الا العالمون !

( خلاصۂ امور )

اس نظر اجمالی کے بعد غور و فکر کا قدم اور بڑھاییے تو ان آیات کریمہ سے مندرجۂ ذیل امور واضح ھوتے ھیں :

( ۱ ) عالم کائنات کے بے شمار و بے تعداد مظاھر خلقت کی طرح ' رنگوں کا اختلاف بھی قدرت الہی کی ایک بہت بڑی نشانی ھے - کیونکہ اسکے مطالعہ سے ثابت ھوتا ھے کہ یہ حسن و جمال عالم محض ایک بے ارادہ و تعقل مادۂ خلقت کی حرکت اور ترکیب اتفاقی کا نتیجہ نہیں ھوسکتا - کوئی ارادۂ وراء الوری ضرور ھے جسکے دست قدرت و حکمت کی مشاطگی یہ تمام نیرنگ صناعۃ دکھلا رھی ھے !

قرآن کریم نے اسی امر کو دوسری آیتوں میں واضح کیا ھے جبکہ منکرین الہی سے پوچھا ھے کہ :

افمن یخلق کمن لایخلق ؟ افلا تذکرون ؟ ( ۱۶ : ۱۷ )

کیا وہ ھستی جو پیدا کرتی ھے اور وہ جو کچھہ پیدا نہیں کرسکتی ' دونوں برابر ھیں؟ تمہیں کیا ھوگیا ھے کہ غور نہیں کرتے ؟

یعنی کیا ایک خالق و صانع ھستی جو صفات واجبۂ ارادہ و عقل و علم سے متصف ھے ' اور ایک بے ارادہ و تعقل شے ( خواہ وہ افلاک کی حرکت ھو خواہ اجزاء سالمات دیمقرا طیسی ) دونوں ایک طرح ھوسکتے ھیں ؟ حالانکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ایک صاحب ارادہ و عقل خالق کی ھستی کی شہادت دے رھا ھے !

یہاں صرف " خلقت " کا لفظ فرمایا اور کہا کہ خلق کرنے والا اور وہ جو خلق نہیں کرتا ' دونوں برابر نہیں ھو سکتے - خلق وھی کرسکتا ھے جو ارادہ و تعقل رکھتا ھو - " لا یخلق " کے اندر تمام چیزیں آ گئیں جو قوت خالقیت نہ رکھتی ھوں ' اور خالقیت کیلیے ارادہ و تعقل مستلزم ھے - پس فی الحقیقت اس آیۃ میں نیز اسکی ھم مطلب دیگر آیات میں انہی لوگوں کا رد کیا گیا ھے ' جو وجود الہی کی جگہ کسی بے ارادہ و تعقل شے کو خلقت عالم کیلیے کافی سمجھتے ھیں ' خواہ وہ یونانیوں کی حرکت افلاک ھو یا موجودہ زمانے کے اجزاء سالمات ابتدائیہ - ان آیات کو بتوں سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ابتک سمجھا گیا ھے - اسکی حقیقت بغیر تفصیل و تشریح کے ذھن نشین نہیں ھوسکتی اور وہ مستقل مضمون کی محتاج ھے -

( ۲ ) اختلاف الوان کے اندر بڑی بڑی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ھیں - وہ محض ایک ظہور حسن اور نمایش خلقت یا فطرۃ کا اتفاقی نمود ھی نہیں ھے - کیونکہ اگر ایسا ھوتا تو ھر جگہ تذکیر و تفکر پر کیوں زور دیا جاتا ؟ اور علی الخصوص پہلی آیت میں یہ کیوں کہا جاتا کہ ان فی ذالک لآیات للعالمین - کہ صاحبان علم کیلیے اس اختلاف الوان میں بڑی نشانیاں ھیں -

( ۳ ) اخری آیۃ عجیب و غریب ھے - اور اس سلسلے کی ایک آیت ھے جسکی بناپر بعض نئے استدلالات قرآنیہ میرے ذھن میں ھیں - اختلاف الوان وغیرہ مظاھر خلقت اور اسرار کائنات کا ذکر کرکے فرمایا : انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ! اللہ کے وھی بندے خوف و خشیت اپنے اندر پاتے ھیں جو صاحبان علم ھیں -

اس بیان کے ساتھہ ھی " خشیت الہی " اور " علماء " کا ذکر بغیر کسی ربط حقیقی کے نہیں ھوسکتا - اس سے صاف صاف واضح ھوتا ھے کہ خدا کی ھستی کا یقین ' اسکی شناخت ' اور اسکے صفات کی معرفت کے بغیر اسکا خوف پیدا نہیں ھو سکتا ' اور قران کریم اس یقین کے حصول کا ایک بڑا وسیلہ یہ بتلاتا ھے کہ خلقت عالم کے حقائق و اسرار اور اختلاف و تغیرات کی کنہ و حقیقت کا علم حاصل ھو' تا کہ مصنوعات کی نیرنگیاں اور عجائب آفرینیاں صانع مطلق کی حکمتوں کا سراغ بتلائیں اور معرفۃ الہی کا یقین و اذعان ترقی کرے - چونکہ یہ کام ان لوگوں کا ھے جو ارباب علم و تحقیق ھیں اور جنکا شمار علماء حقیقت میں ھے - اسلیے فرمایا کہ یہ عجائب عالم اور یہ اختلاف الوان جو کائنات کی ھر نوع اور ھر قسم میں جلوہ گر ھے ' اسکے اسرار و مصالح پر غور کرنے والے اور انکی حقیقت کی جستجو میں رھنے والے ھی وہ بندگان الہی ھیں ' جنکے لیے انکا مطالعہ معرفت الہی کا وسیلہ ھوتا ھے ' اور پھر معرفت الہی مقام خشیت و عبودیت کیلیے راھنما ھوتی ھے - وھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟

( ۴ ) اختلاف الوان ایک قانون خلقت ھے جو تمام انواع میں جاری و ساری ھے - عالم جمادات ' نباتات ' حیوانات ' کوئی نوع نہیں جسکے اندر طرح طرح کی رنگتوں کا ظہور نہو - پس یہ نہیں ھوسکتا کہ ایسا عام ظہور کسی بڑی ھی مصلحت و حکمت پر مبنی نہو !

( اشارات علمیہ )

قران کریم علم الحیات یا علم الحیوان کی کوئی کتاب نہیں ھے - ان اشارات حکمیہ سے اسکا مقصود صرف یہ ھوتا ھے کہ انسان کو حکمۃ و قدرۃ الہیہ کی طرف توجہ دلاے ' اور ان حقائق کا مطالعہ وسیلۂ تدبیر ' و دربعۂ عبرت ' و توجہ الی اللہ ھو - نیز ان اشیا کے اسرار و مصالح کی تحقیق و کشف کا اسکے دل میں ولولہ اور شوق پیدا کرے تاکہ وہ انکی تحقیقات کی دشوار گذار راھوں میں قدم رکھے اور معرفت الہی اور حصول مقام خشیت کیلیے راہ علم کی تمام مصیبتوں کو خوشی خوشی برداشت کرلے

پس چاھیے کہ پہلے ھم شارحین علم کی طرف متوجہ ھوں کہ وہ اختلاف الوان کے متعلق کیا کہتے ھیں ؟ اسکے بعد دیکھیں کہ قران کریم کا اسطرف توجہ دلانا اور اس کو ایک آیۃ الہیہ قرار دینا ' کن اسرار و حکم پر مبنی ھے ؟ ( البقیۃ تتلی )

# مطبوعات جدیده

می خوردن و شاد بودن آئین منست
فارغ بودن ز کفر و دین دین منست
گفتم بعروس دهر کابین تو چیست ؟
گفتا " دل خرم تو کابین منست " !

این کوزه چو من عاشق زارے بوده ست
دربند سر زلف نگارے بوده ست
این دسته که بر گردن او مے بینی
دستیست که در گردن یارے بوده ست !

## رباعیات عمر الخیام

## ایک نیا امریکن ایڈیشن

پچھلے دنوں بعض اخبارات میں یه خبر شائع هوي تهی که رباعیات عمر الخیام کا ایک نیا ایڈیشن امریکه میں مرتب هوا ھے اور عنقریب شائع هونے والا ھے - ولایت کي پچھلي ڈاک میں اسکے تفصیلي حالات آگئے هیں - انسے معلوم هوتا ھے که نیو یارک کي ایک بہت بڑي پبلیشر کمپني جان مارٹن اس ایڈیشن کو چھاپ رهي ھے' اور متعدد خصوصیات اسمیں ایسي جمع کي گئي هیں جنکي وجه سے یورپ اور امریکه کے " ادباء عمریین " (۱) اسکي اشاعت کا نہایت دلچسپي سے انتظار کر رهے هیں -

( مرقعات و رسوم )

اس ایڈیشن کي ایک بڑي خصوصیت انتہا درجه کا جمال طباعة اور حسن صورت ھے -

عمر خیام کے اس وقت تک بے شمار پر تکلف ایڈیشن مختلف شکلوں میں نکل چکے هیں - لیکن بیان کیا جاتا ھے که اس نئے ایڈیشن کے تکلفات کے آگے تمام پچھلے ساز و سامان هیچ نظر آئینگے - علی الخصوص اسکے مرقعات اور تصاویر و رسوم جو دلدادگان خیام کي نظر افروزي کیلیے هر تیسرے چوتھے صفحه کے بعد لگاے گئے هیں :

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن دوست
چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد !

(۱) " ادباء عمریین " سے مقصود یورپ اور امریکه کے وہ ارباب ادب و شعر اور صاحبان فلسفۂ و حکمت هیں جو اپنے تئیں عمر خیام کي طرف نسبت دیتے هیں' اور اپنے خیالات و ادبیات میں بالکل اس خراساني حکیم کے پیرو و مقلد هوگئے هیں - کچھه ضرور نہیں که وہ مستشرق ( اورینٹلسٹ ) اور فارسي داں بھي هوں - ایسے بھي هزارها شعرا و ادباء اس حلقه میں داخل هیں جنھوں نے محض فزجیرالڈ یا اس سے کم تر درجه کے مترجمین کے ذریعه خیام کے خیالات سے واقفیت حاصل کي ' مگر رباعیات کے انداز بیان و اسلوب شاعري سے اس درجه متاثر هوے که اسي رنگ اور اسلوب پر نظم و نثر فخریه لکھنے لگے -

یه خیالي تصویریں جو آجکل پر تکلف ادبي تصنیفات کے ساتهه چھاپي جاتي هیں' غالباً عام قاریین کرام کو انکي قدر و قیمت کي صحیح اطلاع نه هوگي - مشاهیر گذشته کي تصنیفات کے متعلق خیالي تصاویر بنانا ایک مستقل فن ھے' جسکے بڑے بڑے ماهرین و مشاهیر هیں - جب کبھی کوئي نادر کتاب چھپتي ھے تو اسکے لیے ان کي خدمات محفوظ کرلي جاتي ھے - وہ ایک ایک تصویر کیلیے سو سو پاونڈ اجرت پیشگي لیتے هیں !

پچھلے دنوں انگلستان کے ایک کلب نے الف لیله کے ترجمه برٹن کا نہایت پر تکلف ایڈیشن دس جلدوں میں طبع کیا تھا' اور اسکے بڑے بڑے مناظر حسن و عشق و خلافة و سلطنت کي تصویریں یورپ کے مشہور ماهرین فن رسوم خیالیه سے بنواکر شامل کتاب کي تهیں - میں نے یه نسخه دیکھا ھے - پوري کتاب میں اقلاً پچاس مرقع ضرور هونگے - لیکن في مرقع ۳۰ پونڈ سے لیکر دو سو پونڈ تک اجرت دي گئي تهی !

" رباعیات عمر خیام " بھي پچھلي چوتھائي صدي سے بڑے بڑے مصوران مشہوره کے فکر و تخیل کا ایک معرکة الارا موضوع رها ھے - عمر خیام کي صورت کا موزوں تصور کرنے اور اسکي رباعیات کے مطالب کو تمائیل مصوره کي اشکال میں پیش کرنے کیلیے بڑے بڑے مصوروں نے اپنے اپنے جوهر کمال دکھلاے - علی الخصوص موجوده یورپ کے مشہور ترین مصور مسٹر گلبرٹ جیمس کي تصویریں عدیم النظیر تسلیم کي گئیں' جنمیں سے بعض کو فیز جیرالڈ کے ترجمه میں آپنے جا بجا دیکھا هوگا -

لیکن امریکن ایڈیشن کے شائع کرنے والوں کا دعوا ھے که انهوں نے تمام پچھلے نسخوں سے بہتر مرقعات کا اهتمام کیا ھے - ابتک اسقدر روپیه اور دماغ خیام کي تصویروں پر کسي نے صرف نہیں کیا - یورپ کے مشہور مصوروں کي خدمات کئي سال پیشتر سے حاصل کرلي گئي تهیں' اور فارسي شاعري کي ادبي تاریخ اور اُس عہد کے عجمي حکما و شعرا کے لباس و اشکال کا تاریخي مواد اس غرض سے بهم پہنچایا تھا که مصوروں کو بہتر سے بہتر اور اقرب سے اقرب تصور قائم کرنے میں اُنسے مدد ملے -

ان تصویروں میں خود خیام کي تصویریں نہایت اعلي درجه کي کھینچي هیں' اور کامل الفن اشخاص معترف هیں که تمام پچھلي تصویروں سے زیاده مشرقي اور خیام کے خیالات کے لحاظ سے کامل تر قیافه کے مطابق هیں - انکے علاوه سو سے زاید رباعیوں کے بھي مرقع کھینچے هیں اور رنگین اور مطلا و مذهب طبع کیا ھے !

فصـل گل و طرف جوئبـار و لب کشت
با یـک دو سه اهل و لعبتي حـور سرشت
پیش آر قـدح که باده نوشـان صبوح
آسـوده ز مسجـدند و فارغ زکنشت !

ان مرقعات میں سے چار تصویریں " اسفیر" لندن نے شائع کردي هیں - انکي نقل هم بهي شائع کرتے هیں - انکے نیچے انگریزي میں رباعیات کا ترجمه بهي درج تها - تین ترجموں کي اصل رباعیاں یاد آ گئیں اور درج کردي گئیں - لیکن ایک ترجمه اسدرجه مبہم ' مختصر ' اورکسي بہت هي غیر معروف رباعي سے تعلق رکھتا هے جسکي اصلي رباعي کا سرسري طور سے پته نه لگ سکا - اور صرف اتني سي بات کیلیے رباعیات کي ورق گرداني کون کرتا ؟ -

( مـکـمل تـرجمه )

ایک بہت بڑي خصوصیت اس ایڈیشن کي یه هے که اسمیں عمر خیام کي تمام رباعیات کا مکمل انگریزي ترجمه دیا گیا هے - وه مشهور فزجیر الڈ کے ترجمه کي طرح نظم میں هے ' اور کوشش کي گئي هے که فارسي شاعري کے اس سب سے بڑے قادر الکلام مترجم کا نسق و انداز اور اسلوب خاص هر رباعي کے ترجمه میں ملحوظ رهے - حتی که اسکي جمع و تهذیب کرنے والوں کا خیال هے که ایک ناواقف شخص فیز جیرالڈ کي نظم میں اور اسکے تراجم میں بمشکل فرق کرسکے گا -

هم نے بعض اردو جرائد میں دیکھا که اس نسخه کي اشاعت کا تذکره کرتے هوے انهوں نے اسے پہلا مکمل ترجمه خیال کیا هے - حالانکه یه صحیح نہیں هے - اس سے پیشتر ایک بڑي تعداد میں ایسے ایڈیشن شائع هوچکے هیں جن میں فیز جیر الڈ کي ترجمه کرده رباعیات کے علاوه کئي سو اور رباعیوں کا ترجمه بهي نظم و نثر میں دیا گیا هے ' اور بعض میں تو یه التزام کیا هے که رباعیات کے جس نسخه کو اصل قراردیا ' اسکي تمام رباعیوں کا ترجمه بهي ساتهه ساتهه درج کردیا - اس قسم کے مترجموں میں گارنر ' هنري دے فرناں ' نیکولس ' اور علی الخصوص پروفیسر والا نیٹن ژوکفسکي کا نام قابل ذکر هے ' جس نے نسخۂ کلکته اور نسخۂ سینٹ پیٹرز برگ کي تمام رباعیات کا ترجمه کردیا هے -

ان میں سے آخر الذکر مستشرق کا نسخه میرے پاس موجود هے - اس نئے امریکن ایڈیشن سے پہلے یہي ایڈیشن سب سے آخري ایڈیشن سمجھا جاتا تها - اسمیں سینٹ پیٹرز برگ کے نسخه کي ۴۳۰ رباعیوں کا مکمل ترجمه شامل کیا گیا هے - دیگر نسخوں کي مترجمه رباعیوں کو شامل کرلیا جاے تو انگریزي ترجمه شده رباعیوں کي تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتي هے !

اسي طرح فرانسیسي ' دنمارکي ' الماني ( جرمن ) اور روسي زبان میں بهي ۷۵ سے ۴۰۰ تک رباعیوں کا ترجمه هوچکا هے -

لیکن یه ترجمے وه قبولیت حاصل نه کرسکے جو " مغربي خیام " یعني فیز جیر الڈ کي ۷۵ رباعیوں کیلیے قدرت نے مخصوص کردي تهي - اسکي انگریزي رباعیوں میں جو سلاست و عذوبت اور حسن ترکیب و تاثر بیان پایا جاتا هے ' اسکے سامنے یه تمام ترجمے اس طرح نظر آتے هیں جیسے کسي اصلي فارسي نظم کے مقابلے میں اسکا بے اثر لفظي ترجمه - فارسي شاعري اور مغربي ادبیات اصولاً اس درجه باهم مختلف هیں که دونوں میں تباین و تضاد کا ایک انطلانیک بهه رها هے - اسے عبور کرنے میں صرف فیز جیر الڈ هي کي همت کام کرگئي ' اور وقت و حالات ' جدت و حداثت ' اتحاد خیالات و مشرب ' نیز جماعت کے وقتي انفعال و تاثر نے ایک مرتبه اسکا ساتهه دیدیا - یه باتیں همیشه اور هر شخص کے حصے میں نہیں آسکتیں -

یہي سبب هے که یه تراجم ایک ادبي یا حکیمانه مترجمه ذخیره سے زیاده وقعت حاصل نه کرسکے - انسے صرف یه کام لیا گیا که غیر فارسي داں ادباء عمریین نے انکے ذریعه بقیه رباعیوں سے بهي واقفیت حاصل کرلي - ان سب میں مسز بورین اور هانفیلڈ کے بعض تراجم نسبتاً زیاده فصیح و دلنشیں تهے جنهوں نے کیمبرج کے نسخه کي بعض رباعیات کا ترجمه سنه ۱۸۹۰ میں کیا تها ' اور " مجلس عمر خیام " لندن نے سنه ۱۸۹۲ میں شائع کیا - تاهم نه تو وه فیز جیر الڈ کي طرح عشاق خیام کے وسیع حلقه میں کوئي ادبي محبوبیت حاصل کرسکیں ' اور نه انگریزي ادبیات میں ایک داخلي جز و شعري کي طرح انهیں قبولیت هوئي - انکا شمار بهي " ترجمه " میں هے - البته اعلی قسم کے تراجم میں -

پس یه کہنا تو صحیح نہیں که نیا امریکن اڈیشن رباعیات کا پہلا مکمل ترجمه هے - البته اسکي خصوصیت یه بتلائي جاتي هے که انکے تراجم میں فیز جیز الڈ کے اتباع بلکه همسري کي پوري کوشش کي گئي هے - فیز جیر الڈ کا اصلي کارنامه " سوئن برن " کے الفاظ میں یه هے :

" وه یورپ کا خیام هے - اس نے ترجمه نہیں کیا هے بلکه انگریزي میں خیام کي روح شعري کو متشکل و متمثل کردیا هے - اگر خیـام انیسویں صدي کے اندر انگلستان میں پیدا هوتا اور فردوسي کي جگه چوسر کي زبان میں ( یعني انگریزي میں ) رباعیات کہتا ' تو یقیناً وه ایسي هي هوتیں جیسی که اس مغربي خیام کے دل پر مشرقي فیضان لاهوتي سے القا هوئي هیں "

اس ایڈیشن کے مرتب کرنے والوں کا دعوا هے که فیزجرالد نے ایسا ترجمه صرف ۷۵ رباعیوں کا کیا هے - لیکن یه خیام کي تمام رباعیوں کا ویسا هي مکمل ترجمه هوگا -

ادبا و شعراے عمریین کي ایک بہت بڑي امریکن و انگریزي جماعت نے ترجمه کا نیا کام باهم بانٹ لیا تها - چند اصول مقرر کرلیے تهے جنکي پابندي کي هر مترجم کوشش کرتا تها - ان میں سے اکثر مترجم ایسے هیں جنهوں نے ایک ایک رباعي کا ترجمه ایک ایک ششماهي میں کیا هے - پہلے ترجمه کیا جاتا - پهر تصحیح هوتي - پهر قدیم ترجموں سے مقابله هوتا - اسکے بعد نظم کیا جاتا - پهر عرصے تک خود ناظم اپنے مختلف اوقات و اثرات میں کمال استغراق شعریۃ و شرقیۃ کے ساتهه پڑهتا ' خاص خاص نغمات مخصوصۂ خیام میں

کا تا ' اور دوسروں سے لیے میں پڑھواکر سنتا - جب اس طرح اسکي کیفیت و وجدان کے ذوق و تاثیر کي طرف سے پورا پورا اطمینان ہوجاتا اور کئي کئي مرتبه ترمیم و اضافه ہوچکتا ' تو پھر تمام مترجمین کي صحبت میں پیش کیا جاتا اور کئي کئي دن تک محافل و مجالس شعراے عمریین میں اسپر بحث و مذاکرہ ہوتا - جو لوگ باہر کے شریک کار ہیں ' انکے پاس لکھکر بھیجدیا جاتا ' اور اسطرح تمام رائیں جمع کي جاتیں -

ان تمام مراحل کے بعد مترجمه رباعي داخل کتاب کي جاتي - اس وقت بھي که کتاب چھپ رہي ہے اور عنقریب نکلنے والي ہے ' تغیر و تبدل اور اصلاح و نقد کا سلسله برابر جاري ہے !

هر نظم گوهریں که بیاد تو گفته ام
دل رخنه کرده و جگر خویش سفته ام !

( رباعیات کي تعداد )

رباعیات عمر خیام کي اصلي تعداد کا مسئله اب تک مختلف اور ایک حد تک مشتبه ہے - مختلف نسخے جو یورپ اور مشرق میں پالے جاتے ہیں ' باہم تعداد میں مختلف ہیں - مصنفین یورپ نے انکي تحقیقات و کشف حقیقت کیلیے بڑي بڑي کوششیں کي ہیں -

سب سے زیادہ قدیم نسخه ایشیاٹک سوسائٹي بنگال کا ہے جو آٹھویں صدي ہجري کے اواخر کا لکھا ہوا ہے - یعنے عمر خیام کي وفات سے تقریباً تین سو برس بعد کا - اسمیں ۴۰۲ رباعیاں ہیں - میں نے یه نسخه ایشیاٹک سوسائٹي میں ممبر ہونے سے پہلے دیکھا تھا - اسکے بعد ایک مرتبه نکلوانا چاہا تو معلوم ہوا که لندن گیا ہے اور غالباً مسٹر اڈورڈ براون نے منگوایا ہے - اب عرصے سے بالکل مفقود الخبر ہے - کچھه پته نہیں چلتا که کہاں گیا ؟ اسکے ساتھه گلستان کا وہ قیمتي نسخه بھي مفقود الخبر ہے جو عالمگیر اورنگ زیب نے نہایت اہتمام سے نقل کرایا تھا ' اور اس نسخه کي نقل تھا جو خود شیخ سعدي کے لڑکے کے ہاتھه کا لکھا ہوا تھا - ڈاکٹر بروکلمین اور سر جان گلگرسٹ نے گلستاں کے ایڈیشن اسي نسخه سے نقل لیکر شائع کیے تھے -

میں نے کئي بار سکریٹري کو توجه دلائي که برٹش میوزیم سے خط و کتابت کرکے تحقیق کیا جاے - وہیں یه نسخے گئے ہیں اور رکھه لیے گئے ہیں - لیکن غریب ایشاٹک سوسائٹي کو اسکي جرات کب ہوسکتي ہے که انڈیا آفس کے زیر اثر مذہب خانے سے کسي طرح کا مطالبه کرے ؟

اسکے بعد سر گور اوسلي کا نسخه ہے - وہ ایران سے لاے تھے ' اور اب اکسفورڈ کے کتب خانه بولڈن میں محفوظ ہے - اسکا سال کتابت سنه ۱۴٦۱ مسیحي ہے - یعني مصنف سے ساڑھے تین سو برس بعد کا نسخه ہے - انگریزي مترجمین و مولفین نے زیادہ تر اسي نسخه پر اعتماد کیا ہے مگر اسمیں صرف ۱۵۸ رباعیاں ہیں

تیسرا قدیمي نسخه سینٹ پیٹرز برگ کے کتب خانه کا ہے جسکا عکس پروفیسر والانتین ژوکفسکي ( Valentin Zhukovski ) نے باعانت بیرن ریکٹر روزین معلم السنة مشرقیه پیٹرز برگ یونیورسٹي شائع کیا ہے ' اور جو نہایت اعلی ترین خط نستعلیق میں فی صفحه ایک رباعي کی ترتیب سے لکھا گیا ہے - اسکے کاتب نے اپنا نام " سید علي الحسیني " لکھا ہے - سال کتابت سنه ۱۴۹۹ مسیحی ہے - یعني سر گور اوسلي کے نسخه سے تقریباً چالیس برس بعد - اسمیں ۳۴۰ رباعیاں ہیں -

چوتھا نسخه بانکي پور کے کتب خانے کا ہے پانچواں کیمبرج یونیورسٹي کا جو کسي قدیم طہراني نسخه کي نقل ہے - اول الذکر میں ٦۰۴ رباعیاں ہیں - دوسرے نسخه میں ۸۰۰ -

انکے علاوہ بے شمار حدیث العہد قلمي نسخے یورپ کے مختلف کتب خانوں میں ہیں جنمیں سے بعض کي مندرجه رباعیات پندرہ پندرہ سو تک شمار کي گئي ہیں - پروفیسر براؤن نے ایک قدیم نسخه طہران میں دیکھا تھا جسمیں ۷۷۰ رباعیاں تھیں اور عہد صفویه کے درمیاني زمانے کا نوشته تھا - مگر جو نسخه طہران میں چھپا ہے ' اسمیں صرف ۲۳۰ رباعیاں ہیں - اسي کي نقل بمبئي میں بھي بار بار چھپ چکي ہے -

ایک اور نسخه پرانا رباعیات کا ہے جسکا ذکر مجھسے آجکل کے ایک روسي سیاح و مستشرق موسیو امراتوف نے کیا ہے جو انھوں نے اصفہان میں دیکھا تھا اور اسکي نقل لیلي تھي -

یه نقل آجکل میرے ہي پاس ہے - اسمیں ۴۱۷ رباعیاں ہیں اور عام ترتیب ابجدي کي جگه ابتدا میں حمد و نعت کي تمام رباعیاں جمع کردي ہیں - اسکے بعد بغیر کسي ترتیب کے باقي رباعیاں درج کي ہیں - سیاح موصوف کا بیان ہے که اصلي نسخه سنه ۸۰۷ ہجري کا نوشته ہے - اگر یه سچ ہے تو یه نسخه سب سے زیادہ قیمتي ہے - اور سر گور اوسلي کے نسخه سے بھي زیادہ اسکو قیمتي سمجھنا چاہیے - اسي خیال سے میں دیگر نسخوں سے اسکا مقابله کر رہا ہوں - چند رباعیاں اسمیں بالکل نئي ہیں -


## رخ گلگوں کو بچایئے !

قدرتی حسن کیا ہے ؟ ایک احسان ہے - جسکا بہترین پیرایه شکر گذاری اسکی نگہداشت ہے - سرد ممالک کی مرطوب آب و ہوا مانع نہو - تو نہو لیکن ہندوستان جیسے گرم ملک میں مروجه پومیڈیا اسپرٹ میں حل کئے ہوئے رنگو کا استعمال گلگوں خسلاوں کے لئے جسقدر مضر ہوگا اس کا اندازہ آپ خود ہی فرمالیں -

تاج گلگونه عنبر - ہر قسم کی اسپرٹ - چربی اور رنگ کی آمیزش سے پاک ہے - اور یہی وجه ہے که تھوڑے ہی زمانه استعمال میں یه انسانی چہرہ میں ملاحت - بالوں میں ملائمیت اور چمک - جلد میں ایک فطرتی مہک پیدا کردیتا ہے - اور مروجه پومیڈ کی شیشی سے ڈیوڑھی مقدار میں - خوبصورت لیبل لگی ہوئی شیشی میں محفوظ ہے - قیمت فی شیشی پانچ آنه (۵ر)

تمام بڑے بڑے سوداگروں سے یا براہ راست کارخانه سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

## خانه زاد چمن !

جس طرح نسیم سحری کا پہلا جھوکا - موج بوے گل سے ہم آغوش ہوکر ایک عالم کو مست الست کر دیتا ہے بعینه اسی طرح تاج بخور عنبر کی متوحش حرکت مشام و دماغ کو مسحور کرکے انسان کو از خود رفته کر دیتی ہے - اور اسے نہیں معلوم ہوتا که خود سمن زمین میں ہے - یا چمن ہی کسی کیمیائی قوت سے صحن و دماغ میں منتقل ہوگیا ہے اگر سنگھار میز کی دستکاریاں قدرتی حسن میں رعنائی اور ناز انداز اضافه کرتی ہیں تو بلا مبالغه تاج بخور عنبر کی شگوفه کاری ایک ہی دیا سلائی سے سمند ناز پر تازیانه بجا دیتی ہے -

ایک اونس کے خوبصورت بکس میں جو مہینوں کو کافی ہے قیمت ۱۲ر

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانه سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

## بہشتی قطرے !

ہندوستان کے باغ جنت کے چیدہ اور تازہ پھولوں کی روح ہر جلس کے لئے کشت زعفران ایک نئی وضع کے نازک اور خوشنما شیشیوں میں سنہری ٹیوب کے اندر رکھی ہوئی مختلف خوشبوئیں ہیں - اور جو نه صرف عطر پرستوں ہی کی محبوب ہیں - بلکه ہر طبقه کے با مذاق اور نازک دماغ اصحاب حکما - اطبا - ایڈیٹرز - مشاہیر کا برا انکو قدسیان ارم کا تحفه سمجھتے ہیں

تاج قطرہ تسنیم فی شیشی ایک ڈرام عمر

تاج روح شمیم فی شیشی ایک ڈرام عمر

تاج موج نسیم فی شیشی ایک ڈرام ۱۲ر

علاوہ خرچه پیکنگ و محصول ڈاک

تمام بڑے بڑے دوکانداروں سے یا براہ راست کارخانه سے طلب کیجئے

ایجنٹوں کی ضرورت ہے

تیار کردہ

دی تاج مینوفیکچری (بمبئی و دہلی) صدر دفتر دہلی

# ادبیات

## عدل جهانگیری

قصر شاهي ميں نه ممكن نهيں غيروں كا گذر * ايک دن " نور جہاں " بام په تهي جلوه فگن
كوئي شامت زده ره گير أدهر آ نكلا * گرچه تهي قصر ميں هر چار طرف سے قدغن
غيرت حسن سے بيگم نے طمنچه مارا * خاک پر ڈهير تها اک كشتهٔ بے گور كفن !

* * *

ساتهه هي شاه جهانگير كو پهنچي جو خبر * غيظ سي آ گئے ابروے عدالت په شكن
حكم بهيجا كه كنيزان شبستان شهي * جاكے پوچهه آئيں كه سچ يا كه غلط هے يه سخن ؟

* * *

نخوت حسن سے بيگم نے به صد ناز كها : * ميري جانب سے كرو عرض به آئين حسن
" هاں مجهے واقعهٔ قتل سے انكار نهيں * مجهه سے ناموس حيا نے يه كها تها كه " بزن "
اسكي گستاخ نگاهي نے كيا اسكو هلاک * كشور حسن ميں جاري هے يہي شرع كهن "

* * *

مفتي ديں سے جهانگير نے فتوىٰ پوچها * كه شريعت ميں كسي كو نهيں دچهه جاے سخن
مفتي ديں نے يه بے خوف و خطر صاف كها: * شرع كهتي هے كه " قاتل كي اُڑا دو گردن "
لوگ دربار ميں اس حكم سے تهرا اُٹهے * پر جهانگير كے ابرو په نه بل تها نه شكن !
تركنوں كو يه ديا حكم كه اندر جاكر * پہلے بيگم كو كريں بستهٔ زنجير و رسن
پهر اسي طرح اُسے كهينچ كے باهر لائيں * اور جلاد كو ديں حكم كه " هاں تيغ بزن "

* * *

يه رهي نور جهاں هے كه حقيقت ميں يہي * تهي جهانگير كے پرده ميں سهنشاه زمن
اسكي پيشاني نازک په جو پڑتي تهي گره * جاكے بن جاتي تهي اوراق حكومت په شكن !
اب نه وه نورجهاں هے ' نه وه انداز غرور ' * نه وه غمزے هيں ' نه وه عربدهٔ صبر شكن !
اب وهي پانؤں هر اِک گام په تهراتے هيں * جنكے رفتار سے پامال تهے مرغان چمن !
ايک مجرم هے كه جسكا كوئي حامي نه شفيع ! * ايک بيكس هے كه جسكا نه كوئي گهر نه وطن !

* * *

خدمت شاه ميں ' بيگم نے يه بهيجا پيغام : * خوں بها بهي تو شريعت ميں هے اِک امر حسن
مفتي شرع سے پهر شاه نے فتوىٰ پوچها * بولے جائز هے ' رضامند هوں گر بچهٔ و زن
وارثوں كو جو ديے لاكهه درم بيگم نے * سب نے دربار ميں كي عرض كه " اے شاه زمن !
هم كو مقتول كا لينا نهيں منظور قصاص * قتل كا حكم جو رک جاے تو هے مستحسن "

* * *

هوچكا جب كه شهنشاه كو پورا يه يقين * كه نهيں اسميں كوئي شائبهٔ حيلهٔ و فن
اُٹهه كے دربار سے آهسته چلا سوے حرم * تهي جهاں نورجهاں معتكف بيت حزن
دفعتاً پانؤں په بيگم كے گرا اور يه كها: * " تو اگر كشته شدي ' آه چه مي كردم من "؟

( شبلي نعماني )

يه واقعه اگرچه عام تاريخوں ميں نهيں هے اور خود جهانگير نے بهي اسكا تذكره نهيں كيا هے ' ليكن ايک ايسے مستند راوي سے مروي هے جسكي تنها شهادت بهي هر طرح لائق قبول هے - واله داغستاني جو حملهٔ افاغنه كے زمانے ميں ايران سے نكلا اور محمد شاه كے عهد ميں دهلي آيا تها ' اپنے ضخيم تذكرهٔ شعرا ( رياض الشعرا ) ميں اس واقعه كو بادعاء صحت بيان كرتا هے - جهانگير كي نسبت اور بهي چند غير معروف واقعات اس نے بيان كيے هيں - شيخ نور الله شوستري مرحوم كے واقعه كي وجه سے وه جهانگير كا مخالف تها اسليے اسكي روايتيں مدحانه مبالغه نهيں هو سكتيں - ( الهلال )

# شؤون عثمانیہ

## ایک افتتاحی رسم

### جدید وزارت جنگ کا ایک تازہ ترین مرقع

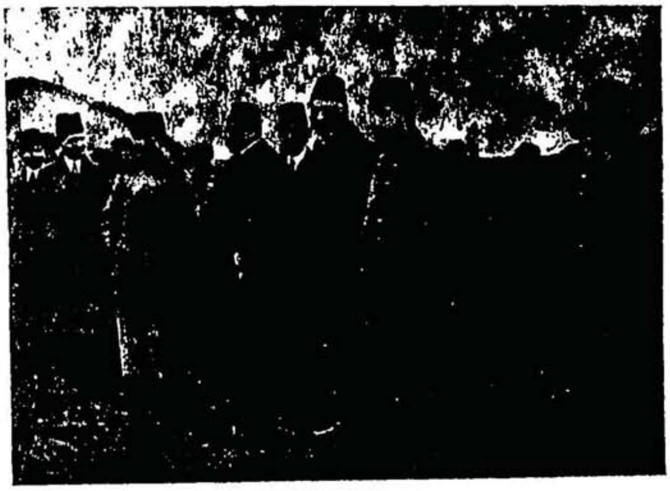

اس مرقع میں انور پاشا مع دیگر وزراے عثمانیہ کے موجود ہیں - یہ تصویر اس موقع کی ہے جبکہ برقی ٹریموے کے ایک نئے خط کی افتتاحی تقریب میں تمام اولیاء حکومت شریک ہوے تھے -

## دولة عثمانیہ کے محاصل

دولة عثمانیہ کی آمدنی کا صحیح گوشوارہ اور مختلف سالوں کا موازنہ کرنا مشکل ہے ' البتہ یہ وثوق و یقین کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ اسکی آمدنی ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے - اسکی بڑی وجہ سفر و نقل کی سہولت ' موجودہ تمدنی وسائل کا حصول ' اور سست رفتار اصلاحات کا نفاذ ہے -

آمدنی کے ذرائع دو قسم کے ہیں :

( ۱ ) ٹیکس -

( ۲ ) ٹیکس کے علاوہ دیگر ذرائع -

جو ذرائع ٹیکس میں شامل نہیں ' وہ حسب ذیل ہیں :

( ۱ ) ریلوے کی آمدنی :

اسوقت تک جسقدر لائنیں دولة عثمانیہ میں ہیں وہ اکثر دوسری قوموں کی ہیں جو ٹھیکہ پر بناتی ہیں - اسوقت دولة عثمانیہ کو انسے ایک مقررہ رقم ملتی ہے - جب ٹھیکہ کی مدت ختم ہو جائیگی تو تمام لائنیں دولة عثمانیہ کی ملک ہو جائینگی ' اور اسطرح کسی نہ کسی وقت انشاء اللہ خزانہ عامرہ کی آمدنی میں ایک معتد بہ اضافہ ہو جائیگا -

( ۳ ) زمین - دولة عثمانیہ کا ایک بہت بڑا ذریعہ اسکی طویل و عریض زمینیں ہیں جنمیں ہر قسم کے معدنی اور نباتاتی خزانے مدفون ہیں ' مگر انتظام کا یہ حال ہے کہ آج تک انکا صحیح شمار و پیمایش تک نہ ہوا - اسوقت ان زمینوں سے جو کچھہ ملتا ہے ' چاہے وہ خود زیادہ نہ ہو ' مگر انتظام و تدبیر کے بعد جو کچھہ ملسکتا ہے ' وہ یقیناً بہت زیادہ ہے -

( ۳ ) اوقاف - اوقاف دولة عثمانیہ میں بکثرت ہیں اگر انکا انتظام اعلی درجہ کا ہو تو دولة عثمانیہ کو ان سے گونہ گوں فوائد حاصل ہوں - شکر ہے کہ حکومت کو اسکی طرف توجہ ہوئی ہے ' حال میں انکے متعلق ایک قانون بصورت تجویز پیش ہوا ہے جس سے بہت کچھہ توقعات لیے جاسکتے ہیں -

( ۴ ) چنگی - اگر گذشتہ سلاطین عثمانیہ نے اپنے آپ کو بہت سے معاہدوں کا پابند نہ کر دیا ہوتا تو تنہا چنگی ہی ایک ایسی شے تھی جس سے بے شمار آمدنی ہو سکتی تھی - کیونکہ بد قسمتی سے ضرورت اور آرایش کی قریباً تمام چیزیں باہر سے آتی ہیں اور چنگی سے ملیونہا روپیہ وصول ہوسکتا ہے - لیکن انقلاب کے بعد سے اسکی حالت کچھہ نہ کچھہ روبہ ترقی ہے - چنانچہ گو آخر فروری سنہ ۱۹۱۳ع میں روم ایلی اور جزائر کی چنگی شامل نہیں ہوئی ' با این ہمہ صرف تین ماہ میں چنگی کی آمدنی اس سے کہیں زیادہ ہوئی جتنی کہ سنہ ۱۹۰۸ اور ۱۹۱۰ میں ہوئی تھی -

## ترکی قالین

### عثمانی مصنوعات قدیمہ کی اصلاح و ترقی

ترکی کے قالین صدیوں سے تمام عالم میں مشہور ہیں - لیکن یورپ کے دخانی کارخانوں نے جو شکست تمام صنائع قدیمہ کو دی ہے ' اسی سلسلے میں یہ نفیس صنعت بھی گمنام ہوگئی - حال میں دولة عثمانیہ نے تمام ترک قالین بافوں کو بڑے بڑے کارخانوں کی صورت میں منتظم کردینے کی تجویز کی ہے ' اور اسکا انتظام ہورہا ہے - یہ تصویر ادرنہ کے ایک کارخانے کی ہے جسمیں ایک قالین قریب تکمیل حالت میں دکھلایا گیا ہے -

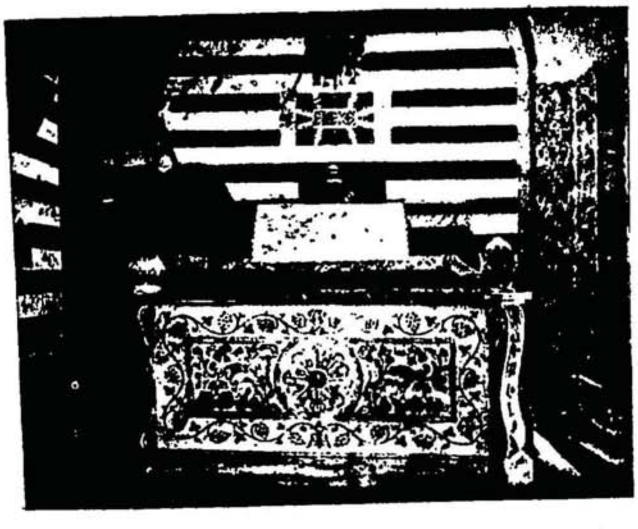

# مقالات

## بقیـــه ازاد عـــرب

### مسلمانوں کے مسروقه خزانے کے چند موتي جو باقي رهگئے هیں

## تاریــــخ و عـــبـــر !
( ۲ )

اب همکو ایک نظر عرب کے اُن خطوں پر ڈالنی چاهیے جو آزاد عرب کے نام سے مشهور هیں - آزاد عرب سے مراد ان چهوٹي چهوٹي ریاستوں سے هے جو آجکل جزیرہ نماے عرب میں یورپین قوموں کي ریشه دوانیوں کا آماجگاہ هیں - انهي میں مشهور وهابي تحریک نجد اور فرقه اباضیه کی سلطنت عمان بهي شامل هے - انکے علاوہ حضرالموت کا خطه هے جس میں قدیم سلطنتوں مارب اور سبا کی بنیادیں رکهي گئي تهیں ' اور جو یمن کے ساتهه عرب معمورہ یا ( Arabic Feline ) میں شامل هے -

حضرالموت کے شمال میں نجران و وادي دوسیر کا زرخیز علاقه هے - لیکن مشرق کے طرف ایک دشوارگذار ریگستان هے جو " ربع الخالي " کے نام سے مشهور هے - اس ریگستاني علاقه کے علاوہ اور شمالي صحراے شام کو چهوڑ کر ' یه تمام حصه ایک عظیم الشان سلطنت کے لیے مایۂ ناز هوسکتا هے - اگر ان خطوں پر یورپ کو دسترس هوتا تو اسمیں شک نہیں که اپني مادي ترقیوں میں هندوستان و مصر کے برابر هوتے - لیکن دسترس هونا اس لحاظ سے مشکل هے که اس ملک کے آباد اور جنگجو فرقے کسي غیر ملت کے ماتحت رهنا گوارا نہیں کرسکتے - البته سلطنت ترکي اگر چاهے تو حکمت عملي سے انکو اپنا حلقه بگوش بنا سکتي هے - کیونکه اول تو یه علاقے یمن و حجاز کے بالکل محاذي واقع هوے هیں - اسلیے ترک هر طرف سے انپر قابو پانے کي طاقت رکهتے هیں - دوسرے ترک بهي حبل المتین اسلام کے پکڑنے والوں میں سے هیں جن سے عرب کے غیور زیاده بیگانه نہیں هوسکتے -

لیکن واقعه یه هے که وہ زرخیز خطے جو کبهي قوت اسلامي کا اصلي سرچشمه تهے ' ابهي تک ایسي کسمپرسي کي حالت میں پڑے هوے هیں جس طرح قدیم رومیوں اور فارسیوں کے زمانے میں ان پر ایک دور گذر چکا هے -

شاید اسوجه سے که عرب کا ملک بهت عرصے تک اپني کم مایگي کیلیے بدنام تها ' اور " وادي غیر ذي ذرع " یعني حوالي مکه کا اطلاق کل سرزمین عرب پر کیا جاتا تها - لیکن سیاحوں اور مبصرین جغرافیه دانان قدیم و جدید کي راے هے که درحقیقت عرب هي کے بعض قطعے باغ عدن کهلائے جانے کے قابل هیں - خطه نجد جو وسطي عرب پر مشتمل هے ' اور جو ترکي صوبے الحجاز اور الحسا کے درمیان واقع هے ' کسي طرح شام و عراق سے اپني اهمیت و زرعیت میں کم نہیں هے - اگر زرخیزي هي کو مد نظر رکها جاے ' جب بهي موجوده عراق کو نجد سے کوئي نسبت نہیں -

نجد وسط عرب کا ایک وسیع اور زرخیز ملک هے جسکي مجموعي آبادي تقریباً بیالیس لاکهه سے زاید هوگي - عرب کا سب سے مشهور درخت سماٹا جسکا کوئلا دنیا بهر کے درختوں کے کوئلے سے بهتر هوتا هے ' یہاں کي پهاڑیوں میں بکثرت پیدا هوتا هے - عرار نجد جسکي خوشبو سے پورا جنگل مهک جاتا هے ' اسي خطه سے تعلق رکهتا هے[۱] - شتر مرغ کے جهنڈ اور غزال عرب کے قطار اگر عرب میں کہیں پائے جاتے هیں تو وہ یهي خطۂ حسن و شعر هے - عرب کا مشهور گهوڑا بهي دراصل نجد هي کا گهوڑا هوتا هے - نجد هي کے بعض حصوں میں لوهے کي کانوں کے نشان پائے جاتے هیں - یہاں کی بهیڑوں کے اون بهت ملایم مثل کشمیري اون کے هوتے هیں - ان خطوں کے بعض ناموں سے اُسکي شادابي کا حال معلوم هوسکتا هے - مثلاً ریاض ( باغ ) بلاد الزهور ( پهولونکا ملک ) بلاد الجوز ( آخروٹ کا ملک ) وغیرہ وغیرہ -

یه پهاڑي خطے همارے نیپال اور کشمیر سے کم نهونگے - مگر اس ملک کی طبیعي حالت سے کہیں زیاده دلچسپ اسکي پولیٹکل حالت هے - سو برس کا عرصه گذرا که ایک شخص محمد بن عبد الوهاب اس سرزمین سے اٹها - اسکي پیدایش سنه ۱۶۹۱ ع میں بتائي جاتي هے ' یعني ٹهیک اسي وقت جبکه ترکي سلطنت اپنے عروج کے نصف النهار کو پهونچ چکي تهي اور اُس نے پہلے پہل یمن میں قدم رکها تها - اس شخص کا معاون ابن مسعود نامي ایک رئیس قبائل اور جنگجو آدمي تها - اس نے یکایک اپني فوجي قوت بڑها لي - یہاں تک که اسکے پوتے نے ایک مرتبه نکلکر حجاز و اطراف حجاز پر حمله کردیا اور قابض هوگیا - جس زمانے میں نپولین یورپ میں تہلکه مچا رها تها - اُسي وقت مسعود ترکي سے لڑائیوں میں مشغول تها -

بالآخر ابراهیم پاشا حاکم مصر نے جو سلطان کے طرفسے مقابلے کے لیے بهیجا گیا تها ' عبد الله بن مسعود کو گرفتار کرکے قسطنطنیه بهیجدیا - اسکے بعد عبد الله کے بیٹے نے سلطان نجد کے لقب سے اپنا ملک پهر حاصل کرلیا - ابتدا میں خدیو مصر کو خراج دینے کا اقرار کیا تها مگر سنه ۱۸۳۰ میں بالکل مستقل حاکم هوگیا - اسپر مصري و ترکي فوجوں نے حمله کرکے هفهف اور قطیف ( صوبه الحساء ) پر قبضه کرلیا اور والی نجد کو قید کرکے مصر لے آے - سنه ۱۸۴۳ میں وہ مصر سے پهر واپس آیا اور سنه ۱۸۶۵ تک مطلق العنان بادشاه کي حیثیت سے حکومت کرتا رها -

اسکے بعد اسکا بیٹا تخت نشین هوا - مسعود اسکا بهائي تخت کے لیے لڑا اور کامیاب هوا - عبد الله ترکي بهاگ گیا اور سلطان سے مدد مانگي - چنانچه بغداد سے ترکي فوج نے آکر الحساء پر دائمي قبضه کرلیا -

مسعود سنه ۱۸۷۳ میں مر گیا - عبد الله همیشه لڑتا رها اور آخر غالب آیا - سنه ۱۸۸۶ تک ریاض میں وهی حکمراں تها -

---

( ۱ ) آہ یهي عرار هے جسکي بوے عشق آور کي نسبت شاعر عرب نے وصیت کي هے :

تمتـــع من شمیـــم عرار نجـــد
فمـــا بعد العشیـــة من عــــرار ! ( الهلال )

جب امیر ترکی کو اسکے بھتیجے مہدی نے قتل کردیا اور فضیل تخت نشین ہوا تو ریاض کی فوج میں ایک نوجوان عبد اللہ بن رشید نامی تھا - اسنے دبے پاؤں محل میں جاکر مہدی کو قتل کردیا - اور اسطرح فضیل کو اپنے باپ کا تخت ملگیا - اس نوجوان کو اسکی شجاعت اور وفاداری کے صلے میں اسکے وطن جبل شماز کی گورنری ملگئی -

وہ خود مختار ہوکر ایک علحدہ ریاست بنانے کی سعی کرنے لگا اور بہت جلد فضیل کا ہم قوت ہوگیا - سنہ ۱۸۴۴ میں اُس نے انتقال کیا -

بلال ، شعیب ، محمد ، یہ اسکے تین بیٹے تھے - بلال بڑا بیٹا حاکم ہوا - اسنے بغداد و بصرہ کے تاجروں کو اپنے پایہ تخت میں آباد کیا اور بتدریج ریاض کے وہابی قبائل کا جوا گردن سے اوتارکر پھینکدیا - سنہ ۱۸۶۷ میں ایک مرض سے پریشان ہوکر اسنے خود کشی کرلی -

شعیب اسکا جانشین ہوا لیکن بلال کے بیٹوں نے ایک سال کے اندر ہی مروا ڈالا -

عبد اللہ کا تیسرا بیٹا محمد ، ریاض میں پناہ گزیں تھا - موقع پاکر امیر عبد اللہ فضیل سے اجازت لیکر مایل میں آیا اور اپنے بھتیجے کو قتل کیا - پھر بلال کے باقی بیٹوں کو مار کر سنہ ۱۸۶۰ میں خود ہی بے غل و غش امیر بن گیا - سنہ ۱۸۶۶ میں امیر عبد اللہ بن فضیل کو اسکے بھتیجوں نے قید کرکے تخت پر قبضہ کرلیا - اسوقت سے وسطی عرب میں وہابیوں کے سرخ و سفید علم کے بجاے امیر مایل کا سبز و ارغوانی علم لہرانے لگا ہے -

امیر مائل محمد بن رشید بابعالی کا باجگذار تھا - وہ شریف مکہ کو سلطان کے لیے سالانہ رقم پیشکش کرتا رہا - سنہ ۱۸۹۰ میں ریاض کے قدیم حکمراں قبائل نے بغاوت کرکے ریاض کو آزاد کرانا چاہا مگر ناکام رہے - سنہ ۱۸۹۷ میں محمد بن رشید نے رحلت کی - اوسکا جانشین عبد العزیز بن شعیب ابتک حکمراں ہے - یہ سخت گیری میں محمد بن رشید سے کم مگر سیاست میں اسکا ہم پلہ ہے -

( نئی شورش )

قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ نجد کی اس پولیٹکل کشمکش میں ترکوں کو کتنا دخل رہا ؟ امیر نجد شکست کے بعد سلطان کا ادب ملحوظ رکھتا تھا - ہر طرح سے انکو اپنا سرپرست جانتا تھا - اگر ترکوں کی طرف سے اس تعلق کے مضبوط کرنیکی کوشش ہوتی رہتی تو بلا شبہ آج ریاست نجد ترکوں کے زیر اقتدار ہوتی -

لیکن جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو تمام تدابیر ملکی اسکے دماغ سے مفقود ہوجاتی ہیں - موجودہ جنگ بلقان سے بھی نجدیوں نے فائدہ اٹھایا ، اور العساء کو تاراج کرکے قطیف پر قابض ہوگئے -

در اصل اس حرکت و شورش کے اندر ایک پر اسرار ہاتھہ کام کررہا ہے ، جسکا نام لیتے ہوے مثل اور ہندوستانیوں کے ہمکو بھی ڈرنا چاہیے - مگر ہماری بزدلانہ چشم پوشی ہم پر بہت آفت لاچکی - اب اور کہاں تک خوف کھائیں؟ اسمیں کچھہ شک نہیں کہ گذشتہ صدی میں خلیج فارس کی حفاظت کے نام سے ساحل عرب پر انگریزوں نے بڑے بڑے طوفان برپا کیے - یہ شورش بھی انہی کا ایک ٹکڑہ ہے -

ابھی ترکی کا گلا دبا کر کویت و بحرین کا معاملہ طے کرایا جا چکا تھا کہ بیچارے کے سر پر دوسری آفت لائی گئی -

" دیوانۂ نجد را ہوے بس ست " امیر نجد کو اتنا اشارہ کافی تھا کہ سلطان نے انکے قدیمی ملک العساء کو انگریزوں کے حوالے کرنیکا تہیہ کرلیا ہے : غیور ملک پرست عرب بے اختیار ترکوں کے سر ورز پڑے - ریوٹر کی تازہ ترین خبر سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ ترک ساحل العساء چھوڑکر بھاگ گئے ہیں - و اللہ اعلم -

یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو خدا نخواستہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑی بلا کے مقابلے کے لیے آمادہ ہوجانا چاہیے - حجاز کا مشرقی دروازہ نجد تھا ، اور اسکی ارث صوبہ العساء - اگر اس ابتری میں اس طرف توجہ نہ کی گئی تو میں وثوق کے ساتھہ پیشین گوئی کرتا ہوں کہ ساحل خلیج فارس پر کل ہی انگریزی جہاز دکھلائی دینگے جو اس بہانے سے قطیف اور کویت پر گولا باری کرینگے کہ بحری قزاقوں کا مسکن ہورہے ہیں اور اُن سے انگریزی تجارت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے -

پھر امیر نجد کہاں جاتا ہے - در خوبصورت دوربینیں ، کچھہ رنگین چشمے ، در ایک سنہری گھڑیاں ، در چار قسم کے باجے ، بس یہ تحفے اسکے لیے کافی ہیں - بد بخت مولای عبد العزیز سلطان مراکش تو صرف ایک سائیکل کو پاکر مدہوش ہوگیا تھا !

ہم نے بارہا قرب قیامت کی روایتیں وعظوں میں سنی ہیں جنمیں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک پر نصاری قبضہ کرلینگے - ہم اپنے آنکھوں سے جب شام ، بحر احمر ، عدن ، پیرم ، عمان ، فارس کو دوسروں کے قبضے میں دیکھہ رہے ہیں تو ہمیں ان روایات کی پوری تصدیق ہوجاتی ہے - عرب اور ترکوں کی قومی منافرت کے تشویشناک مسئلہ کی تاریخ کا سرورق انگلستان کے فارن آفس ہی میں ہے - آہ ! وہ سلطنت جسنے دوسری صدی ہجری میں افریقی ساحل پر ایک زلزلہ ڈالدیا تھا ، جو اسلام میں پہلی ریاست ہے جسنے پرتگال اور ڈچ اور انگریزوں کی طرح ماوراء البحر نو آبادیاں بسائی تھیں ، یعنی مشرقی افریقہ اور زنجبار ، وہ آج جرمن اور برٹش ایسٹ افریقہ میں منقسم ہے ! !

عمان بجاے خود ایک باقاعدہ سلطنت ہے جو اپنی وسعت میں اٹلی کے برابر ہے ، اور آبادی میں یونان یا بلغاریہ سے کم نہیں - ۳ ملین اباضی خوارج جو گذشتہ عہدوں سے بچ رہے ہیں ، انکا مسکن یہی ہے - اسمیں تمام جنوبی ملک کا وہ علاقہ بھی شامل ہے جو اس خطے کے مشرق میں واقع ہے -

ساحل عمان پر بارش بھی معقول ہوتی ہے جسکے سبب سے ساحلی مقامات برخلاف تمام عرب کے ہر سبز ہیں - کھجور کے باغ سمندر کے کنارے دور دور تک چلے گئے ہیں - اُسکا میدان دو سو میل تک ہے - چوڑائی بارہ میل ہے - اور عقب میں جبل اخضر کا سلسلہ ہے جسکی چوڑائی ۹۹۰۰ فیٹ اونچی ہے اور سمندر میں سو میل سے نظر آتی ہے -

عمان کے کچھہ خطے شہد اور لوبان کے لیے مشہور ہیں - مشہور ہے کہ شہزادی سبا بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے لوبان اور میوہ کی بڑی مقدار بھیجی تھی جو انہیں اطراف سے حاصل کی گئی تھی -

لوبان ایک درخت کی گوند ہے جو عمان کے پہاڑوں پر بکثرت پایا جاتا ہے - عرب بھر میں عمان کا ایک کوہان والا اونٹ سب سے افضل ہوتا ہے - اسی لیے یہ خطہ " ام الابل " کے نام سے مشہور ہے -

اس ملک کی آب و ہوا منطقہ حارہ اور معتدلہ کی درمیانی حالت میں ہے - اسکی بلندی ۳ ہزار سے ۵ ہزار فیٹ تک ہے - یہاں پہاڑی ندیاں اور چشمے جاری ہیں - بحرین اور عمان کے معادنی ساحل اپنے بیش قیمت موتیوں کے لیے مشہور ہیں -

پہلے عمان میں آزاد اماموں کی حکومت تھی جو خاندانی لحاظ سے انتخاب نہیں کیے جاتے تھے بلکہ جمہوری اصول پر - لیکن سنہ ۱۵۰۶ ع میں خلیج فارس پر انگریزوں کے نمودار ہونے کی وجہ سے مسقط بھی سنہ ۱۶۵۰ ع تک انکے قبضہ میں رہا - سنہ ۱۷۴۱ ع میں احمد بن سعید ایک مجہول الحال اونٹ چرانے والے نے سہار کی گورنری حاصل کرلی اور ایرانیوں کو ، جو پرتگالیوں کے بعد قابض ہوگئے تھے ، مسقط سے نکالدیا اور اس خاندان کو قائم کیا جسکی حکومت ابتک براے نام باقی رکھی گئی ہے - ( رفیقی )

# بريد فرنگ

## تلخيـص و اقتبـاس

انجمن انگريزي و عثماني ( اينگلو آٹومن کميٹي ) کے سکريٹري " نيرايسٹ " کے نام ايک خط ميں لکهتے هيں :

" سابق انجمن عثماني کے باني اور موجوده انجمن انگريزي و عثماني کے سکريٹري کي حيثيت سے ميں اعلان کرتا هوں که ايک منظم جماعت کيليے جو يه کهتي هو که وه عثماني شاهنشاهي اور عثماني رعايا کے ساتهه انصاف کرنے کي حامي هے ( يعنے انگلستان کے ليے ) يه ايک اخلاقي خود کشي هے که وه نه صرف فرانس کے موسيو پير لوتي بلکه روسي اخبار نويس ورميا کے مراسله نگار موسيو ميشکوف اور انکے علاوه اور تيس يوروپين ارباب صحافت کي قاطع و عيني شهادات کے هوتے هوے بهي بالکل خاموش رهے ! ان شهادتوں سے ان جگر پاش مظالم کے حالات معلوم هوتے هيں جو مظلوم مسلمانوں پر بلاد بلقان و البانيا ميں بے دردانه کيے جا رهے هيں "

بخارست اور قسطنطنيه کے عهد ناموں کي وجه سے بلقان کي جو نئي صورت پيدا هوگئي هے ' اسکي تصديق کے متعلق حال ميں سر ايڈورڈ گرے نے دارالعوام ميں تصريحات کي تهيں - مسٹر ايل ولف جو " گريفـک " کے مشهور سياست نگار هيں ' اسکي نسبت خامه فرسائي کرتے هوے لکهتے هيں :

" اس اصول ( يعني تصديق دول ) کو اگر کسيقدر توسيع کے ساتهه بيان کيا جاے ' تو اسکے معني يه هونگے که دولة عثمانيه کے خاتمه ( لا قدر الله ) کا نتيجه امن يورپ کا خطره ميں پڑجانا هے ' اسليے چاهيے که اسکي مقبوضات کي دوباره تقسيم يورپ کے اتفاق اور اقتدار کے ساتهه عمل ميں آے -

يه اصول کم و بيش تاريکي کے عالم ميں سنه ۱۸۲۰ ' ۱۸۴۰ ' ۱۸۵٦ ' اور ۱۸۷۱ ' ميں مانا گيا ' مگر صاف طور پر اسکي منظوري اور نفاذ سنه ۱۸۷۸ع ميں برلن کانگرس ميں هوا - برلن کانگرس سے پہلے اسکے چهره پر " دولة عثمانيه کي سلامتي و خود مختاري " کا پر فريب نقاب پڑا رهتا تها - ليکن سنه ۱۸۷۸ع ميں اپني اصلي شکل ميں جلوه گر هوگيا - يه عهد نامه سينٹ اسٹي فانو سے دوسرے دن کا واقعه هے جسکي بنا اس فرض کرنے پر تهي که " جنگ نے روس اور دولة عثمانيه کو آزاد کرديا هے اور انهيں اختيار هے که جسطرح چاهيں مسئله شرقيه کا فيصله کرليں "

اس " فرض کرده اصول " کے خلاف سب سے پہلے آسٹريا نے آواز بلند کي - کونٹ بياسٹ Beust نے لارڈ ڈربي کو ايک نوٹ ميں لکها که يورپ کے معاهدوں نے سياست مشرقيه کا جو نظام قائم کرديا هے ' اسميں جب کسي قسم کا تغير کيا جاے تو ضرور هے که اسے يورپ کي منظوري حاصل هو - انگلستان نے اس اصول سے اتفاق کيا - اسکے بعد لارڈ سالسبري نے معاهده سينٹ اسٹي فانو کو يورپ کي کسي کانگريس کے حواله کر دينے کے ليے جو مراسله لکها تها ' اسميں اس اصول کو اسطرح بيان کيا تها :

" کوئي معاهده جو حکومت روس اور باب عالي ميں هوگا اور جسکا اثر سنه ۱۸۵٦ اور سنه ۱۸۷۱ کے معاهدوں پر پڑتا هوگا ' وه اسوقت تک هرگز جائز نهيں قرار پائيگا جب تک که وه سلطنتيں بهي اسے منظور نه کرليں ' جو ان ميں شريک تهيں "

اسکو خود روس اور تمام بڑي سلطنتوں نے منظور کرليا - اسي سے وه قانون پيدا هوا جسے " تصديق دول " سے موسوم کرنا چاهيے - يعني جب تک دول ستہ تصديق نه کريں ' ترکي کے متعلق کوئي معاهده معتبر نهيں هو سکتا -

پس ميري سمجهه ميں نهيں آتا که اس کا تعلق عهد نامۂ بخارست سے کيوں نهو ؟ اور اس کے ليے کوئي صحيح وجه کيوں موجود نهيں -

بلا شبه يه سچ هے که بلقاني مقبوضات کي بے اقتدارانه تقسيم سے امن يورپ کو جو خطرات هوسکتے هيں ' وه ايک حد تک رفع هوگئے هيں ' مگر يهاں تو قانون کا سوال هے !

بهر حال جس چيز کو کونٹ بياسٹ " سياست شرقيه کا نظام " کهتا هے ' وه سنه ۱۸۷۸ ع سے قطعاً محض زمين يا سيادت و برتري هي کا سوال نهيں رها هے - درحقيقت دول نے شروع هي ميں يه محسوس کرليا تها که ان کے فيصله سے جس آبادي پر اثر پڑيگا ' اسکي بهبودي و فلاح کي ذمه داري جب تک وه اپنے اوپر نه لينگے اسوقت تک بلقان کے جغرافيۂ سياسي کي نگراني کا انهيں کوئي حق نهيں - اسي سنه ۱۸۳۰ ميں يونان اور سنه ۱۸۵۸ ميں رومانيا کي کامل ترين مذهبي اور ملکي آزادي کے حصول پر اصرار کيا گيا تها - ليکن معاهده برلن ميں ان شرائط نے وسيع تر دائره اختيار کرليا اور مشرق ادنى کي تمام سلطنتوں کي بقاء ' هر قسم کي مذهبي اور ملکي مجبوريوں کے انسداد اور هر طبقۂ رعايا کے مساويانه اور آزادانه سلوک سے مشروط هوگئي - يه ذمه داري هميشه کي طرح آج بهي موجود هے - اسليے دول کا فرض هے که وه ديکهيں که اس " نظام سياست " کو عهد نامه بخارست سے صدمه تو نهيں پهنچ رها هے ؟

البانيا کا هنگامۂ رستخيز هنوز ايک غير منحل عقده هے - يورپ کي تازه ڈاک بهي اسپر کوئي مزيد روشني نهيں ڈالتي - مسلمانوں کا خروج ' اسد پاشا کي اعانت حکومت ' اسکے صله ميں جلا وطني ' ابتداً مسلمانوں کي اسکے ساتهه سرد مهري ' پهر همدردي ' يه واقعات کچهه اسدرجه پيچيده هيں که هنوز انکي تشريح قبل از وقت هوگي -

ليکن انگريزي سياست خارجيه کا بے انتها ضابط و مخفي مداح " نير ايسٹ " واقعات کي پيچيدگي اور حقيقت کے اخفاء کو تسليم کرتے هوے اپنے مجتهدانه قياس سے ايک حل پيش کرتا هے

اسکے نزديک اس طلسم کي کنجي علم برداران خروج کا اسلام هے - يه تسليم کرنے کے بعد که يه لوگ مسلمان تهے ' ان واقعات کا گم شده نظام مل جاتا هے - " يعني مسلمانوں کو شکايت هے که شهزاده ويد کي منظور نظر صرف عيسائي آبادي هے - خود مختاري کے ثمرات سے صرف عيسائيوں هي کے دامن مالا مال هو رهے هيں - پس انکے خروج کا اصلي محرک بهي خيال تها - پهلے اسد پاشا کے متعلق مسلمانوں کا خيال هوا که وه انکو شهزاده ويد کي نظر عنايت سے محروم کرنا چاهتا هے - اس خيال کو اس واقعه سے اور بهي تقويت هوتي تهي که مسلمان فيوڈل سسٹم (۱) کے خلاف اور اسد پاشا اسکا حامي تها - اس ليے جب وه دورو پهنچے تو انکو اس سے کوئي همدردي نه تهي ' مگر جب انهوں نے ديکها که انکے مقابله کے ليے صرف عيسائي بهيجے گئے هيں اور نيز يه که اسد پاشا ايک مسلمان ( اگرچه وه مسلمانوں کا دشمن اور عيسائيوں کا حامي هے ) جلا وطن

( ۱ ) فيوڈل سسٹم " سے مقصود وه طرز حکومت هے جسميں ايک مرکزي طاقت کي جگهه مختلف چهوٹے چهوٹے رؤساء اور صاحبان اراضي و املاک باقتدار هوں اور اپني اپني فوجوں کو اپنے صرف سے قائم رکهيں - قديم يورپ اور اسلام ميں دولۂ سلجوقي وغيره کا يهي طرز حکومت تها - فرانس اور انگلستان کے نائٹس مشهور هيں ( الهلال )

کیا جا رہا ہے ' تو انہیں محسوس ہوا کہ مذہبی تفریق او جسقدر پہلے سمجھتے تھے ' حقیقت میں اس کہیں سے زیادہ سنگین ہے - اسلیے فوراً وہ اُسکے ہمدرد ہو گئے "

مسئلۂ خروج البانیا کا یہ فلسفہ ہے جو انگلستان کے اخبارات پیش کر رہے ہیں !

یہ حل کس حد تک تشفی بخش ہے ؟ اور اسکے اندر کونسی روح کام کر رہی ہے ؟ اس کا اندازہ قارئین کرام خود کر سکتے ہیں - مسیحی اہل قلم اور سیاست فرما صدیوں سے صرف یہی کام کرتے آئے ہیں کہ اپنے جرائم کو اپنے حریفوں کے سر الزام رکھکر پوشیدہ کریں !

واقعہ کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ البانیا کے انقلابی " صرف دہقانیوں اور کسانوں کی ایک غیر ترتیب یافتہ جماعت ہے جسمیں کوئی معتبر شخص نہ تھا " مگر شاید اس تعبیر کی تصنیف کے وقت یہ خیال نہ رہا کہ جب اس تحقیر آمیز بیان کے ساتھہ یورپ کے قرار دادہ شہزادہ کے فرار ' تمام شہر کے خوف زدہ ہوجانے ' اور جندرمہ ( فوجی پولیس ) کی گرفتاری کی خبریں بھی شائع ہونگی ' تو اسوقت البانی حکومت کی کمزوری اور غریب شہزادہ کی بز دلی کا سوال بھی قدرتاً پیدا ہو جایگا - چنانچہ جن اخبارات کو شہزادہ ویڈ کے انتخاب سے اختلاف تھا ' وہ ایک طرف رہے ' خود نیرایسٹ کو بھی مجبوراً کہنا پڑا ہے : " اس واقعہ سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شہزادہ ویڈ بغیر یورپ کی فوجی اعانت کے حکومت چلا بھی سکتا ہے یا نہیں ؟ "

شہزادے کے بھاگنے میں جن لوگوں پر شدت کا شک تھا ' ان میں آسٹریا کا وزیر بھی ہے - اسلیے حکومت آسٹریا نے اعلان کردیا ہے کہ " اس کا وزیر شہزادہ کے عاجلانہ فرار کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا - وہ اطالی وزیر کے مشورہ سے ہوا ہے " تعجب ہے کہ ایک جرمن شہزادہ نے ایک ایسے شخص کو پا مردی و ثبات کے باب میں قابل مشورہ کیوں سمجھا ' جسکی قومی شجاعت کی حقیقت صحراء لیبیاء و طرابلس میں طشت از بام ہوچکی ہے ؟

حکومت اطالیہ کے استعماری حوصلے روز بروز پاوں پھیلا رہے ہیں - طرابلس کی ہڈی اگرچہ ابھی تک حلق میں پھنسی ہوئی ہے مگر اسکا ہاتھہ یورپ کے خوان یغما ( دولت عثمانیہ ) کی طرف بھی بڑھنے سے باز نہیں آتا - اب اسکے پیش نظر ایشیاے کوچک ہے !

طرابلس کی طرح اس موقع پر بھی برطانی سیاست اسکی تائید ( بلکہ مداحاً کہنا چاہیے کہ ) ایک حد تک اسکی خاطر ایثار کر رہی ہے ! سمرنا آلدین ریلوے کے متعلق ایک برطانی کمپنی کو اپنے استحقاق کا دعوی تھا - حکومت اطالیا اسکے متعلق عرصہ سے کوشش کر رہی تھی ' بالآخر اُسے حکومت برطانیہ کی وساطت سے کامیابی حاصل ہوگئی - حال میں اس کمپنی اور حکومت اطالیا میں ایک معاہدہ ہوا ہے جسکی تفصیل ہنوز معلوم نہیں - لیکن اطالی وزیر خارجیہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے - چنانچہ پچھلے ہفتے ایک تقریر میں اسکی طرف اشارہ کرتے ہوے اس نے کہا : " یہ در اصل اس راہ میں پہلا قدم ہے جو غالباً محنت طلب ثابت ہوگا "

اس تقریر میں ایشیاء کوچک کے اندر اسی قسم کی دوسری اطالی کوششوں کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں -

مگر اطالیا جس کو لقمۂ تر سمجھہ رہی ہے وہ ان شاء اللہ طرابلس سے بھی زیادہ گلوگیر ثابت ہوگا ' کیونکہ یہ ترکوں کا اصلی وطن ہے اور فوجی نقل و حرکت کے بری راستے موجود ہیں -

# مدارس اسلامیہ

## ۱۰ مئی کا جلسۂ دہلی

( از جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب )

۱۰ مئی کے جلسہ کے بعد میں بہت جلد شملہ آ گیا - لیکن میں برابر اسلامی اخباروں میں ان تمام مضامین کو پڑھتا رہا جو اس جلسہ کے متعلق معزز ایڈیٹروں اور نامہ نگاروں نے لکھے یا اب تک لکھہ رہے ہیں ...... مجھے افسوس کے ساتھہ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے ان واقعات کے پہلو میں جو مختلف اخباروں میں درج کئے گئے ہیں ' صداقت کی روشنی بہت کم دیکھی -

جن بزرگوں نے اب تک ۱۰ مئی کے جلسہ پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ' ان میں سے بعض حضرات کے متعلق میرا یقین ہے کہ انہیں صحیح اور کافی معلومات کے حاصل کرنیکا وقت نہیں ملا ہے - اس لیے وہ ندوہ کے الجھے ہوے واقعات کے سلجھانے سے قاصر رہے ہیں - لیکن جو کچھہ وہ لکھہ رہے ہیں اُسے وہ صحیح سمجھہ رہے ہیں - ان بزرگوں کے علاوہ دوسرے حضرات وہ ہیں جو اپنے خیالات کے ساتھہ واقعات کو مطابق کرنے کی خواہش مند ہیں ' اور ایسی دوربین سے ۱۰ مئی کے جلسہ کے واقعات کو ملاحظہ فرمانے کی تکلیف گوارا کر رہے ہیں ' جسے وہ مفید مطلب چیزوں کے دیکھنے کیلیے تو سیدھے طور پر استعمال کرتے ہیں ' لیکن جب کوئی چیز ان کے خلاف سامنے آتی ہے تو دوربین کو الٹا لگا لیتے ہیں ' تاکہ وہ معمولی حالت سے بہت چھوٹی اور حقیر معلوم ہو ' اور اس طرح وہ اپنے دل کے گہوارہ میں مصنوعی تسلی کو جھلا رہے ہیں !

میں چاہتا ہوں کہ ایک مرتبہ اپنے قلم سے ان واقعات کو جو میرے علم میں صحیح اور یقینی ہیں ' اہل اسلام کے سامنے پیش کردوں ' اور پھر اپنی طرف سے اس بحث کا دروازہ بند کردوں - دوسروں کو اختیار ہے کہ وہ جس وقت تک چاہیں اور جس طریقہ کے ساتھہ چاہیں اس بحث کو جاری رکھیں -

سب سے پہلے میں ۱۰ مئی کے جلسہ کی ضرورت پر کچھہ لکھونگا ' اس کے بعد جلسہ کے حالات بیان کرونگا ' پھر اس کے نتائج سے بحث کرونگا - اگرچہ یہ تمام باتیں بہت وقت لینے والی ہیں مگر میں کوشش کرونگا کہ اختصار سے کام لوں -

( جلسہ کی ضرورت )

ندوہ ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جو اپنی تعلیمی خصوصیتوں کے لحاظ سے دوسری تعلیم گاہوں سے امتیاز رکھتی ہے - اسکا اصلی مقصد یہ تھا اور ہے کہ اس سے جو علماء فارغ التحصیل ہوکر نکلیں وہ اپنے علوم میں ماہر ہونیکے علاوہ دوسری زبانوں سے بھی ( جیسے کہ انگریزی زبان ہے ) کسیقدر آشنا ہوں ' تاکہ ایک طرف وہ اشاعت اسلام جیسے مقدس اور مہتم بالشان فرض کو ادا کرسکیں ' اور دوسری طرف وہ ان غیر مذہب والوں کے حملہ سے بھی واقف ہوتے اور ان کے جوابات دیتے رہیں ' جو اپنا فرض سمجھہ رہے ہیں کہ اسلام کو دنیا کی نظروں میں ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف مذہب ثابت کریں - " ندوہ " کا یہی وہ اعلی اور اہم فرض تھا ' جس نے مسلمانوں کو بہت جلد اپنی طرف کھینچ لیا اور ندوہ کا بھی وہی نصب العین تھا جس نے اسے اور اسلامی مدارس سے ممتاز بنا دیا -

اس ندوہ میں بدقسمتی سے ایسی بے قاعدگی شروع سے چلی آتی تھی ' جو بتدریج ندوہ کی اساس کو کمزور کر رہی تھی ' اور روز بروز

اس میں کم و بیش اضافہ ہو رہا تھا کوئی شخص جسمیں تھوڑا سا بھی انصاف ہو، وہ اس خرابی کا ذمہ دار صرف موجودہ جماعت ہی کو نہیں سمجھہ سکتا، بلکہ ہر ایک نظامت اور ہر ایک معتمدی کو اسکا ذمہ دار سمجھے گا - بہر حال ایسے اسباب پیش آئے کہ ندوہ کی خرابیاں آہستہ آہستہ تمام ہندوستان میں پھیلنے لگیں، اور بہت سے شہروں میں ندوہ کی جماعت سے اصلاح کے مطالبات شروع ہوگئے، اور اسلامی اخباروں نے موافقت اور مخالفت میں خاص طور پر دلچسپی لینی شروع کی - اس کشمکش میں ندوہ کی حالت قاآنی کے اس شعر کے مطابق تھی:

این می کشدش از چپ، آن می کشد از راست
مسکین دلکم مانــدہ دریں کشمکش انــدر!

ایسی حالت میں ضرور تھا کہ مسلمانوں کا ایک قایم مقام جلسہ کسی شہر میں جمع ہوکر اس ناگوار حالت کو دور کرے، اور مسلمانوں کے ان مطالبات کو اعتدال کے ساتھہ ارکان ندوہ کی خدمت میں پیش کرے تاکہ ایکطرف ندوہ کی وہ خرابیاں جو اساسی ہیں اور جنہیں دونوں فریق بغیر اختلاف کے تسلیم کرتے ہیں دور ہوں - دوسری طرف مسلمانوں کو بھی ان اصلاحات پر اطمینان ہو جائے، اور ان کی دلچسپی اپنی اس تعلیم گاہ کے ساتھہ انہیں حدود پر آجائے جنپر کہ پہلے تھی -

( دو اعتــراض )

قوم کے بعض بزرگ ١٠ مئی کے جلسہ پر اعتراض فرماتے ہیں کہ:

( ١ ) اسٹرایک کی حالت میں یہ جلسہ مضر تھا - اسٹرایک کے بعد ہوتا تو مناسب تھا -

( ٢ ) ہر ایک تعلیم گاہ کیلیے جو جماعت قوم نے خاص خاص اصول پر مقرر کر دی ہے، اس جماعت پر بھروسہ کرنا چاہیے اور چونکہ یہ جلسہ عملاً اس اعتماد کو کھونے والا ہے، اور اس سے دوسری تعلیم گاہوں کے لیے بھی مسلمانوں کی ایک عام مداخلت کی ایسی نظیر قایم ہوئی ہے جو ان کے نیک کاموں میں سد راہ ہوگی - اس لیے یہ جلسہ مفید ہونے کے بجاے مضر ہوگا - ان دونوں اعتراضوں کے جواب ذیل میں عرض کرتا ہوں:

( ١ ) اس جلسہ کو حقیقت میں اسٹرایک سے کچھہ تعلق نہ تھا - نہ یہ طلبہ کی کفالت پر غور کرنے کیلیے بلایا گیا تھا - تاہم ہمارا فرض تھا کہ ہم عام طور پر اس امر کو ظاہر کردیتے کہ ١٠ - مئی کے جلسہ کو اسٹرایک سے کوئی تعلق نہیں ہے - چنانچہ سب سے پہلے دہلی میں میرے مکان پر ایک جلسہ ١٠ - مئی کے جلسہ کو بلانے اور دوسرے انتظاموں کیلیے منعقد ہوا - اسمیں جو ریزولیوشن پہلے پاس ہوا، وہ اسٹرایک کو ختم کردینے ہی سے متعلق تھا - ہم میں سے کسی ایک کو بھی اسٹرایک سے ہمدردی نہیں تھی - بلکہ ہم اسٹرایک کو سب سے زیادہ خود طلبہ کے لیے مضر سمجھہ رہے تھے - ہم نے اس جلسہ کی کار روائی کو بھی چھاپ دیا تھا - اہل اسلام نے اپنے روزانہ ہفتہ وار پرچوں میں اسے پڑھ بھی لیا تھا - اس کے بعد پھر بعض بزرگان قوم کا یہ فرمانا کہ اسٹرایک کی حالت میں جلسہ کا ہونا اس موقعہ پر مناسب نہیں تھا - کیوں کہ طلبہ کو یا دوسرے اصحاب کو یہ قیاس کرنیکا موقع مل سکتا تھا کہ ١٠ - مئی کا جلسہ اسی اسٹرایک سے تعلق رکھتا ہے، میرے خیال میں انصاف سے بالکل بعید ہے، اور اگر مجھے میرے احباب معاف فرمائیں تو میں عرض کرونگا کہ میں اسے سخن پروری کی ایک ایسی قسم سمجھتا ہوں جو ان اصحاب میں اکثر پائی جاتی ہے جو غلط یا صحیح طور پر اپنی راے پر جمے رہتے ہیں، اور جو کچھہ وہ ایک مرتبہ ظاہر کردیا کرتے ہیں اس سے انحراف کرنا اپنے اصول مسلمہ کے خلاف سمجھتے ہیں - ابھی تک ١٠ مئی کی تاریخ نہیں آئی تھی کہ بعض اصحاب کی کوشش سے اسٹرایک ختم ہوگئی، اور جلسہ کا کوئی وہمی تعلق بھی اسٹرایک سے باقی نہیں رہا - مگر کسقدر لطیف بات ہے کہ اب تک بھی ١٠ - مئی کے جلسہ کی جرائم کی فہرست میں اسٹرایک کا جرم بھی برابر شامل کیا جا رہا ہے، اور راے کی پختگی کی وہ مثال دکھائی جاتی ہے جو نہ پیش ہوتی تو زیادہ بہتر تھا -

( ٢ ) دوسرے اعتراض کے متعلق گو میں اپنے مضمون میں کچھہ لکھہ چکا ہوں، مگر یہاں بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ کچھہ عرض کروں:

ندوہ میں ابتدا سے خرابیاں پائی جاتی تھیں اور اس کا قانون اساسی اصلاح کا محتاج تھا - قانون پر سالہا سال سے عمل نہیں ہوتا تھا، ندوہ روز بروز پست ہو رہا تھا، باہمی قصوں نے اسے اور بھی نقصان پہونچا رکھا تھا - اسکی یہ حالت کم و بیش دس بیس برس سے ہو رہی تھی، اگر تھوڑی دیر کیلیے یہ فرض کرلیجیے کہ ایسی ہی حالت کسی دوسری تعلیم گاہ کی ہو تو میں دریافت کرتا ہوں کہ قوم کو اس میں مداخلت ( جایز طور پر ) کرنی چاہیے یا کسی اور آسمانی جماعت کا اسے انتظار کرنا چاہیے جس کے سپرد اس نے یہ خدمت کر رکھی ہے؟ اگر فرض کر لیجیے کہ قوم اس میں مداخلت نہ کرے، تو مجھے یہ سوال کرنے کی اجازت دیجیے کہ کیا وہ اپنے فرض سے غافل نہیں سمجھی جائیگی؟ اور کیا اس کا یہ گناہ نہیں ہوگا کہ جس تعلیم گاہ کے مقصد کے ساتھہ وہ اس قدر دلچسپی رکھتی ہے اور جس کے لیے اس نے روپیے اور وقت سے مدد کی ہے، اس کی مختلف اور دیرینہ خرابیوں کے معلوم ہونیکے بعد بھی وہ خاموش ہے، اور انہیں بزرگوں پر اس کی عمدہ اشالی کا بار ڈال رہی ہے جن کے ناخن اس کے لیے کچھہ مفید ثابت نہیں ہوے؟

اگر ہم میں سے ایک جماعت یہ چاہتی ہے کہ قوم کی طرف سے ایسی مداخلت ہو، تو اس قسم کے جلسوں کو بے معنی طور پر مضر بتانے سے بہتر ہوگا کہ وہ اپنے اپنے انسٹی ٹیوشنوں کو ایسی حالت میں نہ رکھے کہ مسلمانوں کی عام جماعت کو توجہ کرنے کی ضرورت ہو - اگر آپ چاہتے ہیں کہ طبیب آپ کو دوا نہ دے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنی صحت کو بہتر حالت میں رکھیں - اگر آپ بیمار ہوں گے اور خود آپ کی چارہ سازی آپ کیلیے مفید نہو گی تو پھر طبیب کی مداخلت ناگزیز امر ہے - کیا یہ تعجب خیز بات نہیں ہے کہ آپ اپنی تدبیر سے در ماندہ ہوں، اور دوسرا آپ کو چارہ کار بتانے کے لیے کھڑا ہو تو آپ غل مچائیں کہ تمہیں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے؟ اگر تم اس طرح مداخلت کروگے تو ہمارا نظام بالکل خراب ہو جائیگا؟

( ایــک دھمکــی )

اس سلسلہ میں نا مناسب نہ ہوگا اگر میں یہ بیان کروں کہ بعض اصحاب نے مدرسہ طبیہ کا بھی ذکر کیا ہے، اور اس طرح مجھے سمجھایا ہے کہ تم بھی ایک اسکول رکھتے ہو اگر تمہارے اسکول کے ساتھہ بھی یہی سلوک قوم کی طرف سے ہو تو تم کیا خیال کروگے؟ اس کے جواب میں میں التماس کرتا ہوں کہ میں اس روز اپنی خوش قسمتی سمجھونگا، جس روز ملک کا ایک قائم مقام جلسہ مجھہ سے مطالبات کریگا - اگر ایسا ہوا تو جو جواب میری طرف سے ہوگا وہ صرف اسکی شکر گذاری ہوگی اور اس کے نیک مشوروں کو قبول کرنا ہوگا - اس وقت کا انتظار کرنا بالکل ایک عبث فعل ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ جس جماعت کا دل

چاھے ' دفتر انجمن طبیه میں تشریف لاے ' تمام کاغذات کو ملاحظه کرے' اور جو نیک مشورہ وہ چاھے مجھے دے' اور پھر دیکھے که میں اسکے عوض میں اس جماعت کا شکر گذار ھوں گا اور اس کي نیک صلاحوں پر عمل کرونگا ' یا اس کي شکایت کروں گا اور اس کي نیک صلاحوں کو ردي کي ٹوکري میں ڈال دونگا ؟

( جلسه کا انعقاد )

اس مضمون کے ایک حصه کو میں نے ختم کر دیا ھے - اب دوسرے حصه کو شروع کرتا ھوں اور ۱۰ مئي کے جلسه کے متعلق کچھه لکھتا ھوں - مناسب ھوگا که اس حصه کو سہولت بیان کے خیال سے دو حصوں میں تقسیم کردیاجاے :

( ۱ ) ۱۰ - مئي سے پہلے کے واقعات -

( ۲ ) ۱۰ - مئي کے جلسه کے واقعات -

جلسه سے پہلے جو واقعات پیش آے' انہیں بھي اختصار کے ساتھه میں بیان کرنا چاھتا ھوں' تاھم میں سمجھتا ھوں که میرا مضمون اس وجه سے که واقعات ان دونوں حصوں میں زیادہ ھیں ' کچھه نه کچھه طویل ھو ھي جائیگا جس کیلیے معافي چاھتا ھوں - .

( ۱ ) دھلي میں دو ھفتے یا اس سے بھي پہلے بعض حامیان و ملازمین ندوہ تشریف لے آئے تھے' اور اُنھوں نے دھلي کے بعض اصحاب کے ساتھه مل کر مختلف قسم کي مخالفتیں شروع کردي تھیں - چونکه میں نے اس مضمون میں اول سے آخر تک یه ارادہ کر لیا ھے که میں کسي خاص شخص کا کسي واقعه کے ساتھه نام نه لوں - اس لیے میں صرف واقعات کو بغیر ان اشخاص کے ناموں کے جن کا تعلق ان کے ساتھه تھا' ذکر کرونگا ' اور اس کوتاھي کي معافي چاھونگا - ان حضرات نے جو کچھه بھي کیا وہ حسب ذیل ھے :

( الف ) اس جلسه کي مخالفت کي غرض سے ڈپٹي کمشنر صاحب کے اجلاس میں ایک درخواست دي که اس جلسه میں فساد کا اندیشه ھے اس لیے یه جلسه نہیں ھونا چاھیے -

( ب ) مسجد جامع میں سیرۃ رسول مقبول علیه الصلوۃ والسلام پر ایک جلسه قرار پایا تھا - اس مضمون کے بیان کرنے والے چونکه اصلاح ندوہ کے حامي تھے ' اس لیے اس کے متعلق بھی صاحب ضلع کي خدمت میں ایک عرضي بھیجی گئي تھي که مسجد میں فساد کا اندیشه ھے - اس جلسه کو بھي روک دیاجائے -

( ج ) سیرۃ نبوي پر جس شخص نے مسجد جامع میں نہایت دلگداز مضمون بیان کیا تھا ' اسکي تکفیر کا فتوی مرتب کیا گیا' جو جلسه کے بعد شائع ھوا -

( د ) اسي بزرگ کے عقاید فاسدہ کو اشتہاروں میں چھاپ کر بھي اشتعال دلانے کي کوشش کي گئي' تا که جلسه پر اس کا اثر پڑے -

( ہ ) بہت سے مختلف قسم کے اشتہارات جو عامیانه تہذیب کا نمونه پیش کرتے تھے ' چھاپ کر وقتاً فوقتاً شائع کیے گئے -

( و ) یه تجویز کي که ۱۰ - مئي کے جلسه میں فساد کردیا جائے تا که یه جلسه بے نتیجه رھے ' اور جو لوگ اس موسم میں اپنے اپنے گھروں کا آرام چھوڑ کر آئے ھیں' وہ بغیر کچھه کیے واپس چلے جائیں -

یه اور آپ یقین کریں که اسي قسم کي اور بہت سي باتیں ( جن کا یہاں بیان کرنا گو ضروري ھے ' مگر میں طوالت کے خیال سے ان کا ترک کردینا ھي مناسب سمجھتا ھوں ) کي گئیں - اس لیے دھلي کي کمیٹي نے مناسب سمجھا که اب جلسه میں داخل ھونے کے لیے ٹکٹوں کا انتظام کرنا ضروري ھے - اس لیے یه تجویز بدرجه مجبوري محض انتظام کیلیے پاس کي گئي - یه ضروري تھي یا نہیں ؟ اس کا فیصله ھر ایک شخص اوپر کے چند واقعات ھي سے جو " مشتے نمونه از خروارے " کے طور پر بیان کیے گئے ھیں

الغرض سب سے پہلے آٹھه سو ٹکٹ چھپوا لیے گئے تھے - لیکن جب یه معلوم ھوا که یه نا کافي ھونگے' نو دو سو ٹکٹوں کا اور انتظام کیا گیا ' کیونکه اسیقدر واما تھیٹر میں گنجایش تھي - یه کل ایک ، ھزار ٹکٹ تھے' جنھیں اس طرح تقسیم کیا گیا که سو ٹکٹ ان معزز اصحاب کیلیے نامزد کیے گئے جو باھر سے ھماري دعوت پر تشریف لانے والے تھے' اور جن کے جوابوں سے ھم نے ایسا ھي اندازہ کیا تھا ' پانچسو کے قریب شہر کے اُن اصحاب کے نام بھیجے گئے جو عام مجالس میں شریک ھوا کرتے ھیں اور جو کسي نه کسي حیثیت سے مختلف جلسوں اور تقریبوں میں بلاے جاتے ھیں - پندرہ ٹکٹ انجمن خدام کعبه کے ممبروں کے لیے منگائے گئے تھے' وہ بھیجے گئے - اسیطرح کامریڈ کیلیے کچھه ٹکٹ بھیجے گئے - سو ٹکٹوں کے قریب متفرق طور پر خود لوگ آ آ کر لیتے گئے - چند ممبران کمیٹي نے اپنے اپنے احباب کیلیے ٹکٹ مانگے جو اُنھیں دیے گئے - ان کي تعداد بھي سو سے اوپر تھي - مدرسه طبیه کے جسقدر طلبه نے وھاں جانے کي خواھش کي انھیں ٹکٹ بھیجے گئے - غالباً انکي تعداد پچاس یا ساٹھه ھوگي - سو ٹکٹ اس لیے رکھے گئے تھے که ارکان ندوہ اور ان کے ساتھیوں کو دیے جائیں - اس کے ساتھه یه انتظام بھي کیا گیا تھا که جلسه کے وقت اگر کوئي شریف صورت آئے تو اُسے روکا نه جاے ۹ مئي کي شب کو میرے مکان پر معزز ارکان ندوہ نے یه طے کر لیا که ۱۰ - مئي کے جلسه میں وہ شریک نہونگے اور تمام جلسه کے سامنے ان میں سے ایک بزرگ نے ان الفاظ میں اعلان کردیا که " ارکان ندوہ نے یه فیصله کر لیا ھے که وہ کل کے جلسه میں شریک نہیں ھونگے " یه اعلان ان تمام معزز ارکان ندوہ کي موجودگي میں کیا گیا جو اُس وقت اُس مجلس مصالحت میں شریک تھے جو میرے مکان پر ھو رھي تھي - ۱۰ مئي کي صبح کو جبکه میں جلسه میں جانے کے لیے تیار تھا ' مجھے دو صاحبوں نے جو ارکان ندوہ کي فرود گاہ سے تشریف لا رھے تھے یه خبر دي که وہ لوگ شکایت کر رھے ھیں که اُن کے پاس ٹکٹ نہیں پہنچے' اور جلسه کا وقت قریب ھے - میں نے اُسي وقت اپنے ایک شاگرد کو ایک بزرگ ندوہ کي خدمت میں بھیجا که " شب کے فیصلے کي وجه سے آپ کي خدمت میں ٹکٹ پیش نہیں کیے گئے ' اب جتنے ٹکٹ درکار ھوں بھیج دیے جائیں - نیز یه معلوم ھونا چاھیے که کن کن بزرگوں کیلیے ٹکٹوں کي ضرورت ھوگي - چونکه اس کا جواب اچھا نہیں ملا اس لیے جب میں جلسه میں پہنچا ' تو میں نے ان لوگوں سے جو ٹکٹوں کي دیکھه بھال کے لیے دروازوں پر کھڑے ھوے تھے یه کہدیا که معزز ارکان ندوہ کو اور جنھیں وہ اپنے ساتھه لائیں ھرگز نه روکنا ' بلکه احترام کے ساتھه پلیٹ فارم پر پہنچا دینا ( اگر وہ لوگ تشریف لائیں ) اور جہانتک مجھے علم ھے ایسا ھي ھوا - مگر افسوس ھے که اس پر بھي ٹکٹ نه ملنے کي محض نا واجب شکایت دھلي کي انتظامي کمیٹي سے کي جاتي ھے -

( ح ) لکھنو سے جو بزرگ تشریف لائے تھے انھوں نے بطور خود اپنے قیام کا انتظام کرنا مناسب خیال کیا ' اور دھلي کي کمیٹي کو کوئي اطلاع نہیں دي - تاھم میں نے خود ان میں سے ایک ممتاز شخص سے التماس کي که گو آپنے بطور خود اپنے ٹھہرنے کا انتظام فرمالیا ھے لیکن میري درخواست ھے که آپ مہرباني فرما کر اپني جماعت کے قیام و طعام کے مصارف مجھے ادا کرنیکي اجازت دیجیے - انھوں نے اچھے الفاظ میں عذر فرمایا اور یه کہا که یه مناسب نہیں ھے ( مجھے ان کے الفاظ ٹھیک یاد نہیں ھیں ) اس کے بعد بھي غیر ذمه دار اشخاص یه شکایت کرتے ھیں که ندوہ کي حامي جماعت کي مدارات نہیں کي گئي ' اور ابھي کا سارا الزام دھلي کي کمیٹي کے اوپر رکھنا ھي زیادہ مناسب سمجھتے ھیں -

# مراسلات

## مسئلـــه سـود کـي تــرقي

سود کے متعلق میں نے ابتک چند ماہ سے پبلک کو کوئي اطلاع نہیں دي تھي ' حالانکه پبلک کا حق ھے که ان معاملات میں اسکو باخبر رکھا جاے لہذا مفصلۂ ذیل عرض کیا جا تا ھے :

( ۱ ) سود کے بارے مین پہلي کارروائي یه تھي که ۱۴ - اپریل سنه ۱۹۱۳ ع کو لجیسلیٹو کونسل صوبجات متحدہ میں بحث کے موقع پر ایک تقریر کي تھي ' جسکو چھاپ کر انگلستان اور ھندوستان کے خاص خاص عہدہ دارون اور ایدیٹرون کے پاس بھیجا تھا -

( ۲ ) ایک جلسه پراونشل کانفرنس صوبجات متحدہ کا جو بمقام فیض آباد سنه ۱۹۱۳ ع میں ھوا تھا - اس میں سب صوبه کے منتخب قائم مقام موجود تھے ' وھاں بالاتفاق یه تجویز منظور ھوئي که سود کا قانون نہایت درجه قابل اصلاح ھے ' اور اس سے کاشتکارون زمینداروں ' کاریگروں اور چھوٹي تنخواہ کے ملازموں کا بہت نقصان ھے - مناسب ھے که گورنمنت اسکا انسداد فرماے -

( ۳ ) تیسري منزل اس مسئله کي یه تھي که اردو اور بعض انگریزي اخبارون نے میري بحث اسپیچ کے متعلق اس مسئله پر بحث کرني شروع کي - چنانچه بیشمار مضامین لکھے گئے اور سنه ۱۹۱۳ ع کي رپورٹ میں جو حصه پریس کے متعلق ھے اس میں بیان کیا گیا ھے که پریس نے اس سال سود کي اصلاح پرزور دیا -

( ۴ ) جب سے میں نے ۲۰ دسمبر سنه ۱۹۱۲ ع سے کام شروع کیا اور آخر جلسه اپریل سنه ۱۹۱۴ ع تک تقریباً کوئي اجلاس کونسل کا ایسا نہیں ھوا ' جس میں مختلف سوالات سود کے بارے میں نہیں کئے گئے انکي تعداد ۳۰ - ۴۰ سے کم نه ھوگي -

( ۵ ) اسي عرصه میں زبان انگریزي میں تاریخ مسئله سود مرتب کي گئي ' جو ۲۲۸ صفحه پر شائع ھوئي ھے ' اور دفتر عصر جدید میرٹھه سے مل سکتي ھے - اس کتاب میں قدیم مصریوں اور ھندؤں سے لیکر حال تک جسقدر قوانین سود کے متعلق ھوے ھیں اُن سب کا ذکر ھے - جو جو دلائل غیر محدود سود کے حق میں بیان کئے گئے ھیں اُن کو توڑا گیا ھے - انگریزي اور اردو اخبارات اور گورنمنٹ کے نقشه جات کا اقتباس دیا گیا ھے - مجھکو افسوس ھے که اس کتاب کا اعلان کرنیکي فرصت نه ملي - لیکن صوبجات متحدہ کے تمام ممبروں کو اور امپیریل کونسل کے تقریباً تمام ممبروں کو اور مشھور اردو اور انگریزي اخباروں کو اس کتاب کي ایک ایک جلد بطور ھدیه بھیج چکا ھوں -

( ۶ ) ۱۴ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک مسودہ بنام " قانون اصلاح سود " کونسل صوبجات متحدہ میں پیش کیا - اسکے متعلق کونسل میں ھز آنر لفٹننٹ گورنر کي تقریر ملاکر دس تقریریں ھوئیں - جن میں سے نصف تقریریں تائید اور نصف مخالفت میں تھیں ' لیکن مخالف تقریروں نے بھي موجودہ سود کي سختي کو تسلیم کیا تھا - اس مسودہ کا خلاصه یه تھا که سادہ قرضوں میں عدالتوں کو صرف ۱۲ آنه في صد سالانه اور کفالتي قرضوں میں نو فیصد سالانه سود در سود کي ڈگري کا اختیار ھوگا ' اور کوئي عدالت سادہ قرضوں میں ۶ سال اور کفالتي قرضوں میں ۱۲ سال سے زیادہ کا سود نه دلاسکے گي - اُسوقت یه مسودہ نامنظور ھوا تھا - مگر مدراس سیلون کانفرنس میرٹھه وغیرہ بہت جگه سے اصلاح قانون سود کا مطالبه ھوا -

( ۷ ) اگلے دن یعني ۱۵ مارچ سنه ۱۹۱۴ ع کو میں نے ایک دوسرا مسودہ قانون جسکا نام تھا " قرضداروں کي منصفانه داد رسي کا قانون " تیار کر کے سکریٹري کونسل کو بھیجدیا - اس میں عدالتوں کو سود کے گھٹانے کا اختیار دیا ھے - اول ۳۱ مارچ اسکے مباحثه کے لیے مقرر ھوئي تھي - میں نے خانگي خطوط بھي اسکي تائید میں موقر ممبران گورنمنٹ اور دیگر ممبران کونسل کے نام روانه کیے تھے - لیکن مباحثه ملتوي ھوگیا ' اور گورنمنٹ نے کہا که ھم اسپر غور کر رھے ھیں - چنانچه مسودہ ابھي تک زیر غور ھے - نیز ۱۴ اپریل سنه ۱۹۱۴ ع کو جو حال کي بحث پر میں نے تقریر کي تھي اسمیں میں نے بتایا تھا که موجودہ قانون کسي طرح قائم نہیں رھسکتا - یه تقریر ۲۴ مئي کے عصر جدید میرٹھه میں شائع ھوئي ھے -

( ۸ ) حال میں ایک بڑا جلسه کلکته میں ھوا جسمیں ایک مشھور پادري فادر وان ڈي مرگل نے لیکچر دیا ' اور تمام خرابیاں جو سود کے غیر محدود ھونے سے ھوتي ھے اور پالٹیکل انجمنوں سے میرے مسودہ قانون متذکرہ دفعه ۶ ضمن ھذا اور دیگر امور کے متعلق راے طلب کي -

( ۹ ) اخبار پانیر کي خبر سے اور جو خط ھز آنر سر جیمس مسٹن نے مجمع حال میں لکھا تھا - اُس سے بھي معلوم ھوتا ھے که مسئله سود گورنمنٹ اوف انڈیا میں زیر تجویز ھے - تائیدي تقریروں میں آنریبل راجه کشل پال سنگه بہادر کی تقریر مندرجه عصر جدید ۸ مئي سنه ۱۹۱۴ ع اس قابل ھے که صاحبان اخبار اسکو نقل فرماویں -

( ۱۰ ) میں اس گشتي چٹھي کے ذریعه نہایت زور کے ساتھه صاحبان اخبار اور پبلک سے اپیل کرتا ھوں که گورنمنٹ کے ھاتھه مضبوط کرنے کے واسطے اس معامله پر مضامین لکھیں ' اور جلسے کریں کیونکه جبتک عام خواھش نه معلوم ھو گورنمنٹ مجبور ھے که نیا قانون نه بناے - جہاں کہیں جلسه ھو اسکي روئداد جس اخبار میں درج کي جاے خواہ وہ پرچه میرے پاس بھیجدیا جاے یا اس قسم کي روئداد عصر جدید میں درج کرنے کے لیے بھیجدي جاے -

غلام الثقلین میرٹھه - سعید منزل

---

## تــرجمه اردو تفسیــر کبیــر

قیمت حصه اول ۲ - روپیه - ادارۂ الهلال سے طلب کیجیے

# تاريخ حيات ملية اسلاميه

## مسئلـــه قيـــام الهـــلال

کمترین کو پروردگار جل شانه نے ایسے ملک میں رکھا هے جہاں مسلمان اسلام کے طریقه اور نام تک سے بیزار هیں' ایسے لوگونسے پهر کیا امید هو سکتي هے ؟ بتوں اور دیویوں کي پرستش کرتے هیں اور جمله رسومات هندؤں کے علانیه کرتے هیں - اگر انکو منع کیا جاوے که تم مسلمان هوکر ایسا کیوں کرتے هو؟ تو کہتے هیں که همارے آبا و اجداد ایسا هي کرتے آے هیں - هم ایسا هي کرینگے - هر چند تلقین کي جاتي هے مگر نہیں سنتے' اور علانیه رسومات شنیعه میں شریک هوتے هیں - مسلمانوں کي یه حالت دیکهکر سواے افسوس اور رنج کے کچهه نہیں هوسکتا - نام تو اِن مسلمانوں کے ابراهیم ' عبد الرحمان وغیره هوتے هیں' مگر فعل رام لعل وغیره کا کرتے هیں - باوجود اس قحط الرجالي کے ایک خریدار کا پیدا کرنا بهي محالات سے تها - اسي اضطراب اور قلق میں تها که ایک ٹهیکه دار جو محکمه نہر میں کام کرتا هے به تقریب ملاحظه نیازمند سے ملاقي هوا ' اور ان سے اخبار الهلال کي خریداري کے واسطے عرض کیا گیا بهت رد و قدح کے بعد اُنهوں نے خریداري اخبار کي منظور کي -

خاکسار غضنفر علي چشتي سب اورسیر خریدار الهلال نمبر ۲۰۸۳

اخبار الهلال کے آخري فیصله کا مضمون اخبار میں پڑهکر میں بہت مضطرب هوا ' اور لگاتار کوشش کررها تها که بتعداد کافي خریدار فراهم کروں - شکر هے خداوند کریم کا که مجهے اپني کوشش میں کامیابي هوي - سردست چار اصحاب خریداري پر آماده هوے هیں -

محمد خلیل الله شریف - تحصیلدار تعلقه نظام آباد - دکن

صدا بصحرا کے جواب میں جو صداے لبیک هندوستان کے هر گوشه سے بلند هوئي هے ' اوس سے وه حضرات واقف هیں جنکو اخبار الهلال دیکهنے کا فخر حاصل هے - اوسکے بقا کي ضرورت کا هر متنفس قائل هے - چنانچه اس معامله میں درد مند دل رکهنے والے اصحاب نے خامه فرسائي کي هے - اس کے بعد مجهه هیچمدان کا اِس بارے میں کچهه لکهنا اپني کم مایگي کا اظهار کرنا هے' اسلیے میں صرف یه دعا کرتا هوں که خدا وند کریم اپنے حبیب پاک کے صدقه سے اخبار الهلال کي اشاعت کو آپ کي خواهش سے زیاده ترقي عطا فرماوے که اسکا یگانه وجود مسلمانان هند کیلیے علي الخصوص آیه رحمت سے کم نہیں هے - اگر خدا نخواسته یه رساله بند هوجاے تو جو زندگي کے آثار اب مسلمانان هند میں پیدا هوچلے هیں ' وه یکسر نابود هوجائینگے -

میں نے في الحال چار خریدار خاص ضلع نظام آباد میں مہیا کیے هیں اور خدا چاهے تو عنقریب اور خریدار بهی مہیا کیے جائینگے - وي پي روانه کر دیجیے -

خاکسار احمد محي الدین حسین - مددگار ناظم جنگلات مستقر نظام آباد - خریدار نمبر ( ۱۸۳۱ ) -

ایک خریدار حاضر هے -

نیاز منـــد خریدار نمبر ۳۶۲۰

براه مهرباني مندرجه ذیل تین صاحبوں کے نام ایک ایک سال کے لیے الهلال جاري فرمائیں -

تابعدار شیخ رحمت - الله هیڈ ماسٹر اسکول گل امام

بالفعل ایک خریدار پیش کرتا هوں - مزید کوشش جاري هے -

محمد شمس الدین - از حیدر آباد دکن

مهرباني فرماکر اخبار الهـــلال میرے چچا صاحب کے نام جاري کر دیجیے -

عبد الاحد - چهاوني شاهجهانپور خریدار الهـلال نمبر ۳۱۰۴

مندرجه ذیل دو اصحاب کے نام الهلال جاري کردیں اور قیمت بذریعه وي - پي - پارسل وصول فرمالیں - اس سے پہلے ایک خریدار بهیج چکا هوں -

خاکسار محمد سعید - اسسٹنٹ انجینیر پشاور

مندرجه ذیل چار اصحاب کے نام ایک سال کیلیے وي پي الهلال ارسال فرما کر ممنون فرماویں -

محمد یار عفي عنه - خریدار نمبر ۳۸۹۱ از بهاول نگر

الهلال کو پبلک جس عزت کي نظر سے دیکهتي هے اگر اوسکا اظهار آپ پر نکیا جاے تو یه بهي ایک نوع کي ناشکري هے - میري زبان و قلم میں طاقت نہیں که جناب کي سچي قومي خدمات کے متعلق کچهه عرض کرسکوں - خداوند تعالے سے دعا هے که وه آپکو حوادث زمانه سے محفوظ و مامون رکهے اور هماري درمانده قوم کي مساعدت کي مزید توفیق عطا فرماے -

الهلال کے دو پرچے بذریعه وي پي حسب ذیل پته پر روانه فرمالیں -

آپکا خادم

محمد رضا حسین از کهم مدده ضلع ورنگل - علاقهٔ نظام

## نوٹس بنام وَالدین طلباء مَدرسه العلوم علي گڈه

چونکه طلباء اسکول اور اونکے والدین کو ان دو کالرا کیس کے باره میں جو حال میں اسکول میں وقوع میں آے هیں کسیقدر پریشاني هے لہذا حسب ذیل اطـــلاع اسکي پریشاني دور کرنیکے واسطے شائع کیجاتي هے :

( ۱ ) بتاریخ ۴ جون سنه ۱۹۱۴ع سرفراز بورڈنگ هاؤس کے ایک لڑکے کو هیضه هوا ' اور اوسي روز انتقال هوگیا -

( ۲ ) ۹ جون سنه ۱۹۱۴ع کو ممتاز هاوس کا ایک باورچي بیمار پڑا ' اور فوراً اچها هوگیا -

( ۳ ) سرفراز بورڈنگ هاوس بند کردیا گیا هے ' اور وهاں کے لڑکے ممتاز بورڈنگ میں منتقل کردیے گئے -

( ۴ ) ممتاز هاوس کا باورچي خانه بند کردیا گیا ' اور لڑکوں کو کالج کے باورچي خانه سے کهانا پکوا کر کهلایا جاتا هے -

( ۵ ) صرف دو ایسے کیس وقوع میں آے اور اوسکے بعد پهر هر ایک قسم کي احتیاط کیجا رهي هے' تاکه کوئي بیماري پهر نہو -

( ۶ ) والدین کو کسي قسم کي پریشاني اپنے لڑکوں کے بارے میں نہونا چاهیے -

( ۷ ) لہدا اُن والدین سے جنهوں نے اپنے لڑکوں کو بلا لیا هے درخواست کیجاتي هے که فوراً اونکو روانه اسکول کردیں' تاکه جو نقصان انکي تعلیم کا هو رها هے آینده نہو -

قائم مقام هڈ ماسٹر محمڈن کالج اسکول علي گڈه

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. & PUBLG. HOUSE, 14 MOLEOD STREET, CALCUTTA.